LEGD No P-67
رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

WEEKLY BADR QADIAN

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۶

شمارہ ۵

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ
سالانہ -/۷ روپے
ششماہی -/۴ "
ممالک غیر -/۸ "

فی پرچہ: ۱۵ نئے پیسے

۲ تبلیغ ۱۳۴۶ ہش | ۲۲ شوال ۱۳۸۶ھ | ۲ فروری ۱۹۶۷ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۳ جنوری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی تاہم ۵ جنوری کے الفضل میں شائع شدہ رپورٹ مظہر ہے کہ:-

حضور انور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ۔

— قادیان ۱۳ جنوری۔ درویشان قادیان اور ہندوستان کے بعض دیگر احمدی حضرات کا قافلہ جو قریباً ساڑھے چار سو افراد پر مشتمل تھا جلسہ سالانہ ربوہ پر شمولیت کے لئے گیا ہے۔ امید ہے کہ قافلہ ۷ فروری کو واپس آجائے گا۔

قادیان ۱۳ جنوری۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال ربوہ میں تاحال قیام پذیر ہیں۔ انشاءاللہ جلد ہی آپ کی واپسی متوقع ہے۔ احباب دعا فرماتے رہیں کہ سفر و حضر میں اللہ تعالیٰ آپ کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

— قادیان میں جملہ احباب بہمہ وجوہ بخیریت ہیں۔ الحمدللہ۔

ابطالِ الوہیتِ مسیح علیہ السلام از روئے بائیبل

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

عیسائی حضرات کا یہ خیال ہے کہ اگرچہ حضرت مسیح علیہ السلام کے سوا بھی خدا تعالیٰ کے بیٹے اور فرزند ہیں۔ نیک بھی اور بد بھی۔ مگر حضرت مسیح علیہ السلام ان میں سے سب سے پیارے ہونے کی وجہ سے خدا کے اکلوتے بیٹے ہیں۔ اور خدا ہیں۔ اور اگرچہ خدا ایک ہی ہے مگر اس کا ظہور تین رنگوں میں ہوا ہے۔ یعنی خدا، روح القدس اور حضرت مسیح علیہ السلام کے وجود میں اسلئے وہ خدا تعالیٰ کو ایک مانتے ہوئے بھی آگے ٹھوکر کھا کر اسے تین وجود دے دیتے ہیں اور وہ ان تینوں کو الگ الگ تین مستقل وجود مانتے ہیں یہ فلسفہ انسانی عقل سے بالا ہے جسے عیسائی خود بھی سمجھنے سے قاصر ہیں۔ مگر گلے پڑا ڈھول بجا رہے ہیں۔ انکی طرف سے جو نہایت ہی بودے منقولی اور معقولی اور سماعی دلائل حضرت مسیح علیہ السلام کی خدائی و الوہیت و ابنیت کے بارہ میں پیش کئے جاتے ہیں ان میں سے اس وقت صرف انکے منقولی دلائل کا جائزہ لینا چاہتا ہوں۔

(۱) حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت و خدائی ثبوت میں ایک بات یہ پیش کی جاتی ہے کہ انکی پیدائش بن باپ تھی۔ یعنی انسانوں میں سے کوئی شخص ان کا باپ نہ تھا ان کی پیدائش کسی مرد کے نطفہ سے نہ تھی۔

سو اس کے متعلق واضح رہے کہ وہ اس قسم کی پیدائش میں منفرد نہیں تھے ان کے علاوہ بھی بعض افراد بے باپ پیدا ہوئے ہیں۔ مثلاً حضرت آدم علیہ السلام بھی بن باپ کے پیدا ہوئے تھے (پیدائش باب ۲ نمبر ۷)۔

اگر اس قسم کی پیدائش الوہیت کی دلیل ہو سکتی ہے تو حضرت آدم علیہ السلام بغیر ماں و باپ پیدا ہونے کے سبب سے ڈبل خدا قرار پانے کے مستحق ہیں۔ لکھا ہے کہ خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا" پھر لکھا ہے کہ خداوند خدا نے زمین کی مٹی سے انسان کو بنایا اور اسکے نتھنوں میں زندگی کا دم پھونکا اور انسان جیتی جان ہوا۔" (پیدائش باب ۲ نمبر ۷)

پادری برکت اللہ صاحب ایم۔اے نے معارف الاسلام میں لکھا کہ آدم کے بعد سوائے حضرت مسیحؑ کے اور کسی کو خدا نے بن باپ پیدا نہیں کیا آدم کے وقت مجبوری تھی۔ حضرت مسیحؑ کے وقت کوئی مجبوری نہ تھی۔ لہٰذا وہ ابن اللہ ہیں۔ مگر یہ غلط ہے کیونکہ ملک صدق سالم بھی بن باپ تھا۔ اس کے متعلق بائیبل میں آیا ہے کہ "یہ اول تو اپنے نام کے معنوں کے موافق راستبازی کا بادشاہ ہے اور پھر سالم یعنی صُلح کا بادشاہ۔ یہ بے باپ بے ماں بے نسب نامہ ہے نہ اسکی عمر کا شروع نہ زندگی کا آخر بلکہ خدا کے بیٹے کے مشابہ ٹھیرا۔"

(عبرانیوں باب ۷ نمبر ۱ تا ۳)

یہ بھی ڈبل خدا ہونا چاہیئے ورنہ اگر خدا نہیں تو ویسی پیدائش کی وجہ سے حضرت مسیح علیہ السلام کس طرح خدا ٹھیرے۔ ہمارے سوال کا جواب دینے کی بجائے انہوں نے اپنا کتابچہ "الوہیت، خدا اور ابنیت مسیح" چھپوایا ہے جس کا ذکر آگے آئے گا۔ قرآن کریم نے ایک محکم دلیل حضرت مسیح علیہ السلام کی خدائی کے ابطال کے لئے اگلی آیت میں پیش کیا ہے کہ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب۔ کہ آدم بھی بن باپ پیدا کئے گئے تھے اور مسیح بھی۔ پادری برکت اللہ صاحب نے اپنے مضمون میں اسے چھوا تک نہیں اور اس کا جواب نہیں دیا مگر ان کی پیدائش کی وجوہات الگ الگ بتانی شروع کر دی ہیں وجہ خواہ کوئی ہو مگر بہرصورت ہر دو کی پیدائش بن باپ ہوئی ہے۔ اگر اس غیر معمولی پیدائش کی وجہ سے حضرت مسیح علیہ السلام خدا ہیں تو حضرت آدم علیہ السلام کیوں خدا نہیں اور اگر حضرت آدم خدا نہیں تو حضرت مسیحؑ کس طرح خدا ہو سکتے ہیں۔ پادری صاحب کا یہ فرمانا کہ حضرت مسیح مخلوق و مصنوع نہیں مولود ہیں ایک بے معنی سی بات ہے دونوں ہی خدا تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ اور اگر حضرت مسیح علیہ السلام کو مولود قرار دیکر خدا قرار دیا جائے تو کیا وہ دنیا کے باقی بچوں کو جو مولود ہیں خدا قرار دے دیں گے؟

(۲) اگر حضرت مسیح علیہ السلام کو زمین و آسمان کا مظہر کل اختیار ملنا ان کی خدائی کی دلیل ہے تو یوحنا عارف کے مکاشفہ میں مذکورہ نبیوں کو ایسا اختیار ملنا بھی ان کی خدائی کی دلیل ہونا چاہئیے لکھا ہے "ان کو اختیار ہے کہ آسمان کو بند کر دیں تاکہ ان کی نبوت کے زمانہ میں پانی نہ برسے اور پانیوں پر اختیار ہے کہ انہیں خون بنا ڈالیں اور جتنی دفعہ چاہیں زمین پر ہر طرح کی آفت لائیں۔" (مکاشفہ باب ۱۱ نمبر ۶)

اگر وہ ایسا اختیار رکھنے کے باوجود خدا نہیں تو حضرت مسیح علیہ السلام کس طرح خدا ہو سکتے ہیں۔

(۳) اگر حضرت مسیح علیہ السلام مردے زندہ کرنے کی وجہ سے خدا قرار دیئے گئے ہیں تو حسب ذیل ہستیاں بھی جنہوں نے مردے زندہ کئے خدا تسلیم کئے جانے چاہئیں

(الف) الیشع۔ انہوں نے بھی مردہ زندہ کیا لکھا ہے۔

"جب الیشع اس گھر میں آیا تو دیکھو وہ لڑکا مرا ہوا اس کے پلنگ پر پڑا تھا۔ سو وہ اکیلا اندر گیا اور دروازہ بند کر کے خداوند سے دعا کی .... وہ چھینکا سات بار چھینکا اور بچے نے آنکھیں کھول دیں۔"

(۲ سلاطین باب ۴ آیت ۳۲ تا ۳۵)

(ب) حزقیل نبی۔ کیونکہ انہوں نے بھی مُردے زندہ کئے ہڈیوں کو جیسا لکھا ہے:-

"میں نے حکم کے مطابق نبوت کی اور انہیں دم آیا اور وہ زندہ ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑی ہوئیں۔ ایک نہایت بڑا لشکر۔"

(حزقی ایل باب ۳۷ نمبر ۱ - ۱۰)

(ج) ایلیاہ نبی۔ انہوں نے بھی مردہ زندہ کیا۔ ان کے متعلق آیا ہے کہ "خداوند نے ایلیاہ کی فریاد سُنی اور لڑکے کی جان اُس میں پھر آگئی۔ اور وہ جی اٹھا۔"

(۱ سلاطین باب ۱۷ نمبر ۲۲)

(د) حضرت مسیح علیہ السلام ... پیدا کرنے کی وجہ سے ... خدا قرار دیا جاتا ہے ... کرنے کی ... کر کے کھا دیا کرتے ... "کتنی ہی بار میں نے چاہا کہ جس طرح مرغی اپنے بچوں کو پروں تلے جمع کر لیتی ہے ...

(باقی صفحہ ۷ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے رتن آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان سے مورخہ ۲ر فروری ۱۹۶۷ء

"پیغامِ صلح" کی خوش فہمیاں

الٰہی نوشتوں اور حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ پیشگوئیوں کے مطابق اسلام پر ایک ایسا دور بھی آیا جبکہ وہ چاروں طرف کے حملوں کا شکار بنا ہوا تھا۔ اس مبارک و مقدس مذہب کی طرف منسوب ہونے والے دن بدن قعر مذلت میں گرے جا رہے تھے۔ یہ دور اسلام پر سخت تاریکی کا دور تھا اور ہر دردمند دل اسلام کی اس ناگفتہ بہ حالت پر خون کے آنسو بہا رہا تھا ـــــ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور اپنے وعدہ کے مطابق اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے سامان مہیا فرما دیئے۔ یعنی وقت پر مسیح زمان اور مہدی دوران کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے حملہ آوروں کے ہر حملہ کو اپنے سینہ پر لیا اسلام کے حسین اور دلکش چہرے کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور خدمت و اشاعت دین کی ایک واضح راہ لوگوں کو دکھائی۔ اور مختلف النوع اسلامی فرقوں سے اپنے معتقد احباب کو ممتاز کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ایک الگ جماعت قائم کی جسے احمدیہ جماعت کے نام سے موسوم کیا۔

دوسرے اسلامی فرقوں سے اپنی جماعت کو الگ کرنے میں سوائے اس کے اور کوئی مقصد نہ تھا کہ اس طریق پر آپ کے بتائے ہوئے لائحہ عمل پر کاربند ہونے والوں کو دیگر نام کے مسلمانوں سے ایک گونہ امتیاز حاصل ہو جائے۔

اس برگزیدہ جماعت کو دیکھ کر اسلام کی جیتی جاگتی عملی تصویر کا مشاہدہ کیا جا سکے چنانچہ خدا تعالیٰ کی رحمت سے سعید روحیں کھنچ کر آپ کی طرف کھینچی چلی آئیں حتیٰ کہ آپ کی وفات کے وقت ایک مخلص جماعت قائم ہو چکی تھی۔

باوجودیکہ اپنی زندگی میں حضور نے اپنی جماعت کو اس امتیازی حالت پر قائم رکھنے کی پوری کوشش فرمائی اس سلسلہ میں سستی یا سہل انگاری سے کام لینے والوں کو حضور نے وقتاً فوقتاً مناسب طریق پر سرزنش بھی فرمائی۔ چنانچہ [illegible]

کے متعلق کوئی مضمون نہ صرف غیر اسلامی مضامین بلکہ ریویو کے ایڈیٹر رسالہ ریویو کی امداد کا پروپیگنڈا اپنے اخبار میں کریں گے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تجویز کو ناپسند فرمایا۔ اور جماعت میں بھی عام طور پر اس کی بہت مخالفت کی گئی حضرت صاحب نے فرمایا کہ

"کیا مجھے چھوڑ کر تم مردہ اسلام دنیا کے سامنے پیش کرو گے۔"

(ذکر حبیب صفحہ ۱۴۶)

چنانچہ حضور کی زندگی میں تو ایسے کمزور طبع افراد دبے رہے لیکن حضور کی وفات کے کچھ عرصہ بعد ایسے لوگ کھل کھیلے اور جماعت احمدیہ کی اس امتیازی شان کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس کو بہتر گرداننے لگے کہ دوسروں کے اندر گھل مل کر رہنا زیادہ سودمند ہے۔ اور اسلام پر زندہ اور فعال ایمان کی نعمت جس محسن کے توسط سے حاصل ہوئی تھی اس کی بار بار کی تاکید کو عملی طور پر فراموش کر دیا حالانکہ حضور نے صاف طور پر فرمایا تھا کہ

"ہمارے مخالف اسلام کو کیا پیش کریں گے جبکہ اسلام کی خوبیوں کا خود ان کو اعتراف نہیں ہے اول خود اٹھا بیٹھے ہیں توحید اسلام نے بڑے زور سے قائم کی مگر جب یہ مسیح کو خدائی صفات کو قائم کرتے اور مانتے ہیں تو توحید کہاں رہی پھر برکات اسلام کا ذکر ہے مگر یہ لوگ اس سے بھی منکر ہیں اگر پہلے قصے پیش کریں تو یہ ثابت نہیں کر سکتے اب جو اسلام تو اس پھل کی طرح تھا جو تازہ بتازہ درخت سے کھایا جاوے اس سے فرحت اور خوشی محسوس ہوتی ہے مگر اب ان لوگوں نے وہ حالت کر دی جیسے ایک سڑا ہوا پھل ہو جس کی عفونت دماغ کو خراب کر دے خدا تعالیٰ نے اپنے وعدوں [illegible] کو تازہ کیا [illegible] بچ جاوے [illegible] نہیں کر سکتے [illegible]"

[illegible] (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۳۱)

ان واضح ہدایات اور سرزنش کے باوجود بعض لوگوں نے غیروں میں مقبولیت حاصل کرنے اور ان سے داد تحسین وصول کرنے کی غرض سے اپنے لئے مداہنت کا دروازہ وا کر لیا اور دل ہی دل میں سمجھنے لگے ہیں کہ وہ بڑے اچھے رستہ پر چل نکلے ہیں حالانکہ جس رستہ سے امام وقت اور ان کے روحانی راہنما نے روکا تھا اطاعت گزاری کا تقاضا تھا کہ اس سے رک جاتے مگر افسوس یہ لوگ ایسا نہیں کر پائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ان کو اپنی یہ کمزوریاں بھی خوبیاں بن کر نظر آنے لگی ہیں اور اس پر پھولے نہیں سماتے حالانکہ یہ ان کی روحانی اور جماعتی موت ہے جس کا انہیں احساس تک نہیں۔

❋

آج کی صحبت میں ہم پیغام صلح کی اسی طرح کی خوش فہمی کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جس کا تعلق اخبار پیغام صلح لاہور مجریہ ۲۹/۱۲/۶۶ میں شائع شدہ ایک نوٹ سے ہے جسے ہم ذیل میں بجنسہٖ نقل کرتے ہیں:۔

"یورپ میں ہمارے بہترین مبلغ"

سر فیروز خان نون (سابق وزیر اعظم پاکستان) نے ان دنوں اپنی سوانح عمری شائع کی ہے۔ اس کا نام ہے ــــ (یادداشت) اس میں انہوں نے اپنی زندگی کے مشاہدات کو قلمبند کیا ہے۔ جو کئی لحاظ سے بصیرت افروز بھی ہیں اور معلومات افزا بھی

صفحہ ۳۰۲ پر ایک واقعہ کا ذکر ہے۔ جس کا براہ راست تعلق تبلیغ احمدیت سے ہے اس سے قاری پر ایک بات واضح ہو جاتی ہے کہ مغربی ممالک میں جماعت ربوہ کے مبلغ کیا گل کھلا رہے ہیں۔ اس واقعہ میں جماعت لاہور کے موجودہ امیر حضرت مولانا صدر الدین ایدہ اللہ کی عظیم خدمات کا کھلا اعتراف ہے۔

سر فیروز خان نون لکھتے ہیں:۔

انگلستان میں ایک آدمی نے اسلام قبول کیا۔ اسی رات اس کے پاس قادیانی احمدی مبلغ پہنچا اور اس کو کہا کہ جب تک وہ مرزا غلام احمد کو نبی تسلیم نہیں کرے گا وہ مسلمان نہیں بن سکتا۔ اس پر اس نومسلم نے کہا:۔

"میں نے اسلام اس لئے قبول کیا ہے کہ اس میں فرقے نہیں ہیں چونکہ تم لوگوں میں بھی فرقے ہیں میں عیسائیت کی طرف واپس لوٹتا ہوں۔"

اتنا لکھنے کے بعد سر فیروز خان نون لکھتے ہیں:۔

"یورپ میں ہمارے بہترین مبلغ مولوی صدر الدین تھے؟"

(پیغام صلح لاہور ۲۹/۱۲/۶۶)

اس نوٹ کو بغور پڑھ لینے کے بعد بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ

بریں عقل و دانش بباید گریست

افسوس جس فقرہ کو محض خوش فہمی کے طور پر اپنے حق میں ایک سند سمجھا جا رہا ہے وہ تو حقیقت میں خاص قسم کی طنز سے زیادہ چنداں وقعت نہیں رکھتا۔

ذرا غور کریں کہ یہ کون بیان کر رہا ہے ایک غیر از جماعت جس کو ابھی تک سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کی صداقت پر یقین نہیں اور آپ کو اسلام کا بطل جلیل تسلیم کرنے کو تیار نہیں اور نہ ہی اس بات کا معترف ہے کہ آپ کے ذریعہ دین اسلام کا احیاء ہوا۔ اور احمدی مسلمانوں کے دل میں زندہ اور فعال ایمان کی مشعل آپ ہی نے روشن کی۔ ایسا مصنف بیرونی ممالک کے اپنے مشاہدات قلمبند کرتے ہوئے امیر غیر مبائعین مولوی صدر الدین صاحب کو جب "ہمارے بہترین مبلغ" قرار دیتا ہے تو بیرونی ممالک میں مولوی صاحب کا کردار اسلام و احمدیت کی تبلیغ کے لحاظ سے واضح ہو جاتا ہے۔ یہ مولوی صاحب اسلام کی تبلیغ تو کرتے رہے لیکن جس عظیم شخصیت کے پیش کئے بغیر مردہ اسلام لوگوں کے ہاتھ میں آتا ہے اس کا نام تک لینا مولوی صاحب کو پسند نہ رہا تا غیر احمدیوں کی طرف سے جو خوشنودی کی سند مل سکتی تھی اس میں کسی طرح کی کسر نہ رہ جائے۔ یہی وجہ ہے کہ سر فیروز خان نون کے اس نوٹ کو پیغام صلح نے بڑی قیمتی سند کے طور پر شائع کیا۔ أیبتغون عندہم العزۃ؟ فان العزۃ للّٰہ!!

رہی بات مبلغ ربوہ کے گل کھلانے کی اگر خدا بصیرت دے تو معلوم ہو کہ یہی تو اصل اور صحیح رستہ تھا جو مبلغ ربوہ نے اختیار کیا ورنہ آپ لوگ بشمول غیر احمدی علماء کے متلاشیان حق کے سامنے زندہ اسلام کی صحیح تصویر پیش نہیں کرتے بلکہ بہت سے پہلوؤں سے ان کو تاریکی میں رکھتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ پہلے ان پر اسلامی تعلیمات کی صداقت واضح کریں اس کی برکات سے ان کو آگاہ کریں اور ان کے دل میں اسلام کی محبت ڈالنے کی کوشش کریں مسلمانوں کی تعداد بڑھانے کے لئے محض کلمہ شریف کی تلقین کافی سمجھ لیتے ہیں حالانکہ کلمہ شریف کی تلقین کے ساتھ ساتھ اسلام کی ظاہری اور باطنی خوبیوں سے ان کو پوری طرح مطلع و آگاہ کرنے کی بڑی ضرورت ہوتی ہے (باقی صفحہ ۱۲ پر)

خطبۂ عید الفطر

یہ عید اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے منائی جاتی ہے

(کہ)

اس نے ہمیں ماہ رمضان میں خصوصی عبادات بجالانے کی توفیق عطا فرمائی

مستحقین کو کھانا کھلانا بھی رمضان کی عبادات اور عید کا ایک بڑا ضروری حصہ ہے جسے کبھی نہیں بھولنا چاہیئے

غذائی قلت کے موجودہ ایّام میں ضروری ہے کہ ہم کھانے میں کمی اور سادگی اختیار کریں تاکہ مستحقین کے پیٹ بھر سکیں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۲ر جنوری ۱۹۶۷ء

مرتبہ:- مکرم مولوی محمد صادق صاحب سماٹری

تشہد، تعوّذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیۂ کریمہ تلاوت فرمائی۔ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ وَمَا أَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ (البلد) پھر فرمایا:-

آج عید ہے

آپ سب کو اللہ تعالیٰ عید کی حقیقی خوشی نصیب کرے۔

عید جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں اسے کہتے ہیں جو بار بار آئے اور جسے بار بار لانے کی دل میں خواہش پیدا ہو۔ اور یہ عید اس لئے منائی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہم اس بات پر شکر ادا کریں کہ اس نے ہمیں ماہ رمضان کی خصوصی عبادات بجا لانے کی توفیق عطا کی۔ قیام لیل کی بھی اور دن کے روزوں کی بھی اور مستحقین کو کھانا کھلانے کی بھی۔ کہ یہ بھی رمضان کی عبادت کا ایک بڑا ضروری حصہ ہے۔

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے

شہر رمضان

کو رحمت کا مہینہ اور عتق من النار کا مہینہ قرار دیا ہے۔ یعنی یہ وہ مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے ہیں کہ اگر اس کا بندہ ان سامانوں سے فائدہ اٹھائے۔ اور ان ذرائع اور وسیلوں کو استعمال کرے جو اس کے رب نے اس کے لئے مہیا کئے ہیں۔ تو اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل کو وہ کچھ اس طرح جذب کرتا ہے کہ اس کی رحمت کا وارث بن جاتا ہے اس کے حصہ میں اپنے رب کی مغفرت آتی ہے اور اس کی گردن شیطان کی غلامی سے آزاد کر دی جاتی ہے۔ اور اسے نارِ جہنم سے بچا لیا جاتا ہے۔

آخری سپارے کی جو آیات میں نے اس وقت پڑھی ہیں۔ ان میں بھی یہی مضمون ہے کہ ہم نے انسان کے لئے ایسے سامان پیدا کئے ہیں کہ اگر وہ ان کو پہچانتا اور ہمارے بتائے ہوئے طریق پر عمل کرتا تو اس کے لئے ممکن تھا کہ وہ روحانی بلندیوں کو حاصل کرتا چلا جاتا۔ لیکن ان تمام سامانوں کے باوجود اور اس ہدایت کے باوجود جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے ذریعہ بنی نوع انسان پر نازل کی۔ اس نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ اور ان روحانی بلندیوں تک اس نے پہنچنے کی کوشش نہیں کی۔ جن روحانی بلندیوں تک پہنچنے کے لئے اس کے لئے سامان پیدا کئے گئے تھے پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ہم نے یہ کہا کہ روحانی بلندیوں تک پہنچنے کی کوشش نہیں کی تو اس سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ نہ اس نے اپنی گردن شیطان کی غلامی سے آزاد کی اور نہ اس نے یہ کوشش کی کہ اس کے بھائیوں کی گردنیں بھوک کی غلامی اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتیں۔

اس کے ایک معنی

یہ بھی کئے جاتے ہیں کہ غلاموں کو آزاد کرنا اپنی جگہ پر یہ معنے درست ہیں۔ لیکن فَكُّ رَقَبَةٍ اور عِتْقٌ مِنَ النَّارِ کے الفاظ وضاحت کے ساتھ ایک ہی مضمون کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ تو اگرچہ اس میں بھی بڑا ثواب ہے کہ ان لوگوں کو انسان آزادی کی فضا مہیا کرے یا آزادی کی فضا مہیا ہونے میں ان کی امداد کرے جو انسان ظلم اور اپنی غفلت کے نتیجہ میں غلام بن چکے ہیں۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ایک اس سے بھی زیادہ مظلوم اور قابلِ رحم غلام ہے جس کو آزاد کرنا اور کروانا ہمارے لئے

زیادہ ثواب کا موجب ہے

اور زیادہ رحمت کا موجب ہے اور زیادہ مغفرت کا موجب ہے اور وہ اپنا نفس ہے۔ جب وہ شیطان کا غلام بن جاتا ہے اور خدا کی دی ہوئی آزادی سے محروم کر دیا جاتا ہے یعنی

— وہ آزادی جو خدا کے قرب کیا حاصل کی جاتی ہے

— وہ آزادی جو خدا کی رحمت کے سایہ میں حاصل کی جاتی ہے۔

— وہ آزادی جو خدا کی مغفرت کے احاطہ کے اندر حاصل کی جاتی ہے۔

تو یہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

فَكُّ رَقَبَةٍ کے سامان

تو تھے مگر انسان نے اس طرف توجہ نہیں دی۔ وہ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔ اور ان سامانوں سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ اور غلام کا غلام ہی رہا حالانکہ ہم نے ماہ رمضان کی عبادتوں کو خاص طور پر اس کے لئے اس لئے مقرر کیا تھا کہ اگر وہ کوشش کرے اور سعی کرے اور مجاہدہ کرے اور ہماری راہ میں قربانیاں دے اس طرح پر کہ ہمارے لئے بھوکا رہے۔ ہماری خاطر ہمارے بھوکے بندوں کو کھانا کھلائے تو وہ اپنی گردن کو شیطان کی غلامی سے آزاد کروا سکتا تھا۔ وہ ان زنجیروں سے آزاد ہو سکتا تھا جن کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے۔ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا کہ بڑی لمبی زنجیریں جہنم کے قید خانہ میں ڈالی جائیں گی لیکن اس نے ان سامانوں کے ہوتے ہوئے بھی ان کی موجودگی میں ہی اپنی گردن کو شیطان کی غلامی سے آزاد نہیں کیا۔

اسی طرح ایک اور فرمایا کہ [illegible] کے اوپر کتنی اور وہ یہ تھی کہ اپنے [illegible] کو

بھوک کی اور شیطان کی غلامی سے آزاد کرے

قرآن کریم [illegible]

ہیں لیکن نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بڑی وضاحت سے بتایا ہے کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا کہ بھوک جو ہے وہ کبھی کفر اور ضلالت پر منتج ہوتی ہے بھوک کے نتیجہ میں انسان بسا اوقات شیطان کے دام فریب میں آجاتا ہے اور اپنے رب کو چھوڑ دیتا اور بھول جاتا ہے اور خدا تعالےٰ کو رزاق سمجھنے کی بجائے وہ شیطان کے پاس اس شرط پر اپنی روح کو بیچ دیتا ہے (جیسا کہ ہماری بعض کہانیوں میں شیطان کے پاس روح کو بیچنے کا ذکر بھی ہے کہ وہ شیطان کے پاس اپنی روح کو اس شرط پر بیچتا ہے) کہ وہ اس کو دنیوی اموال اور اسباب اور متاع مہیا کرے گا اور اس کی روح شیطان اس لئے خرید لیتا ہے کہ خدا کو یہ کہہ سکے کہ میں نے کہا تھا اے رب! کہ میں تیرے بندوں کو بہکاؤں گا۔ دیکھ میں اس کی روح کو جہنم میں پھینک رہا ہوں اس کو میں نے اس طرح گمراہ، باغی، اور منکر اور سرکش بنا دیا ہے کہ تیرے نعمت کا مورد بن گیا ہے تیرے قہر کی بجلی نے جلا کر اسے کوئلہ کر دیا ہے۔

تو بھوک بسا اوقات کفر در دل میں کفر پیدا کرتی ہے۔ اس لئے اگرچہ اللہ تعالیٰ نے یہاں بھوک کا ذکر کیا ہے۔ لیکن چونکہ وہ بھی ایک بڑی وجہ تھی کفر کی اس لئے اس کو یہاں بیان کر دیا۔ اور

اصل مقصد فَکُّ رَقَبَۃٍ کا ہی ہے

پہلے فقرہ میں اپنی گردن کو شیطان کی غلامی سے آزاد کرانا اور دوسرے فقرہ میں اپنے بھائیوں کی گردن کو شیطان کی غلامی سے آزاد کرانا مطلوب ہے وہ غلامی جو بسا اوقات بھوک کے نتیجہ میں اور فقر اور محتاجی سے مجبور ہو کر انسان کو اختیار کرنی پڑتی ہے اسی لئے احادیث میں کثرت سے یہ روایت آتی ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم عام طور پر بڑے ہی سخی تھے اتنے سخی کہ اگر آپ کی سخاوت کے واقعات جو ظاہر ہیں وقوع پذیر ہوتے (اللہ تعالےٰ کا ہر بزرگ بندہ اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اور کون زیادہ بزرگ ہوگا جو مخفی نیکیاں ظاہر میں کرتا ہے

. اور بعض اس [illegible] ہے کہ کسی کو ان کا علم تک نہیں ہوتا تو جن کا ہمیں علم ہے اگر ان کو بھی) اکٹھا کیا جائے تو تاریخ ایسے سخی کی مثال دنیا کے سامنے پیش نہیں کر سکتی

اس کے باوجود

احادیث میں آتا ہے

کہ رمضان کے مہینہ میں آپ کی سخاوت بہت بڑھ جاتی تھی اور اس کی مثال ایسی ہی بن جاتی تھی جیسے کہ خدا تعالیٰ کی رحمت کی ٹھنڈی ہوا بڑی تیز چل رہی ہو۔

تو تیز ہوا کی طرح آپ کی سخاوت ان دنوں میں جوش میں آکر دنیا کے سامنے ظاہر ہو رہی ہوتی تھی۔

پس رمضان کا تعلق کھانا کھلانے سے بڑا گہرا ہے۔ بعض بزرگوں کا قول بھی ہمارے لٹریچر میں پایا جاتا ہے کہ جب رمضان آیا تو انہوں نے کہا کہ قرآن کریم پڑھنے اور مستحقین کو کھانا کھلانے کا زمانہ آگیا پس اب قرآن پڑھا کریں گے اور بھوکوں کی بھوک دور کرنے کی کوشش کیا کریں گے تو خصوصی تعلق ہے رمضان کا بھوک دور کرنے کے ساتھ!

پس رمضان کو رحمت اور مغفرت اور غلامی سے نجات حاصل کرنے کا مہینہ قرار دیا گیا ہے غلامی سے نجات سب سے پہلے اپنے نفس کی نجات اور آزادی ہے اور اس کے بعد اپنے بھائیوں کی آزادی ہے شیطان کی غلامی سے۔ اور شیطان کا غلام ہمارا بھائی اس طرح بھی بن جاتا ہے کہ اس کا پیٹ نہیں بھر رہا ہوتا اور بھوکا رہنے کی وجہ سے اور اپنے بچوں کو بھوکا دیکھتے ہوئے بہک جاتا ہے اور اپنے خدا کو بھول جاتا ہے اور یہ نہیں سوچتا کہ ایسے ابتلاء تو بطور امتحان کے ہوتے ہیں ان میں کامیاب ہونے کی اور پاس ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے نہ یہ کہ آدمی فیل ہو اور ناکام ہو اور خدا کے غضب اور غصہ کو سہیڑ لے۔

یہ وقت اور سال کا یہ حصہ جس میں اب ہم داخل ہو رہے ہیں اس میں

غذا کی بڑی قلت پائی جاتی ہے

بھوک ایک تو کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا ایک غلامی بنتی ہے نا، بھوک کے نتیجے میں جیسا ایک اور قسم کی غلامی بھی نظر آرہی ہے۔ اور حدیث کے یہ بھی ایک معنی ہیں کہ جب کوئی قوم بھوک سے مرنے لگتی ہے تو وہ غیر قوموں کی غلامی اختیار کرتی ہے۔ چنانچہ وہ اقوام جو ان قوموں کو غلہ مہیا کرتی ہیں اور غذا مہیا کرتی ہیں جہاں کمی ہو وہ اپنے مالکانہ اثر و رسوخ اور سیاسی دباؤ کو استعمال بھی کرتی ہیں اور غلہ لینے والی قومیں اپنے آپ کو پوری [illegible] نہیں کرتیں۔ اللہ تعالےٰ ہماری قوم کو [illegible] سے محفوظ رکھے۔

[illegible] دعا کرنی چاہیئے کہ

اللہ تعالےٰ رحمت کی بارش برسائے

اور ہمارے ملک میں غذا کی قلت نہ ہو۔ دوسرے ہمیں اللہ تعالےٰ نے جو قرآن کریم میں یہ تعلیم دی ہے کہ یتیم اور مسکین کو کھانا کھلاؤ اس کو نہیں بھولنا چاہیئے۔

وَمِسْکِیْنًا ذَا مَتْرَبَۃٍ کے

ایک معنی یہ ہیں کہ جس نے اپنی طرف سے مال کمانے کی پوری کوشش کی ہے اگر اس کو اور کچھ نہیں ملا تو اس نے مزدوری کی ہے۔ اور وہ گرد آلود ہے۔ اور ذا متربہ ہے پس

ذا متربہ کے ایک معنے

یہ ہیں کہ ایسا مسکین جس کو مانگنے کی عادت نہیں بہت سارے لوگ خوش پوش نظر آتے ہیں لیکن اندر سے بہت غریب ہوں گے۔ مانگ مانگ کے گزارہ کر لیتے ہیں۔ مانگ کے کپڑے پہن لئے۔ مانگ کے کھا لیا اور کام کوئی نہ کیا۔ تو یہ ذہنیت بہت گندی ہے۔ اس سے بچنا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ جماعت کے افراد کو اس سے محفوظ رکھے۔

تو جس کو ضرورت ہے اپنی طرف سے پوری کوشش کرے۔ اگر اور کوئی کام نہیں ملتا تو مزدوری کرے۔ آخر بڑے بڑے کبار صحابہؓ جب ہجرت کر کے مدینہ میں آئے تو بعض انصار نے کہا کہ ہمارے پاس مال ہے آدھا کر بانٹ لیں تو انہوں نے کہا تمہارا مال نہیں چاہیئے۔ درانتی ہے کلہاڑی ہے اور رسہ ہے جنگل سے لکڑیاں کاٹ لاؤں گا اور انہیں بیچ کر گزارہ کروں گا۔

تو ایسا بزرگ صحابی مدینہ میں آکر ذا متربہ ہوگا کیونکہ اس کے کپڑے گرد آلود ہوں گے۔ تو مطلب یہ ہے کہ ایک طرف تو ہمیں اللہ تعالےٰ نے یہ کہا کہ مانگنے سے دوسرے کا سہارا لینے سے بچنے کی انتہائی کوشش کرو۔ ذا متربہ بن جاؤ۔ اور کچھ نہ ملے تو مزدوری کر لو۔ لیکن دوسری طرف دوسروں کو کہا کہ تمہارا یہ بھائی اتنا باغیرت ہے کہ اس کو ایک لمحہ کے لئے یہ بھی پسند نہیں کہ تمہارے آگے ہاتھ پھیلائے۔ اس نے جب اور کچھ نہیں ہوا تو مزدوری کرنی شروع کر دی۔ دیکھ لو اس کے کپڑوں کو! دیکھ لو اس کے چہرے کو!! یہ ذا متربہ ہے یا نہیں؟ تو اس کا ذا متربہ ہونا اس کی غیرت کی دلیل ہے۔ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ شخص مانگنے کو عار سمجھتا ہے لیکن اسکے باوجود ملک کے حالات کے لحاظ سے اس کے اپنے خاندان کے حالات کے لحاظ سے کہ بچے زیادہ ہیں اور یہ اتنا کما نہیں سکا۔ اس کے گھر میں پھر بھی بھوک نظر آتی ہے۔ اب تمہارا فرض ہے کہ اپنے اس بھائی کی مدد کرو۔

لیکن آپ اپنے بھائیوں کی مدد نہیں کر سکتے جب تک آپ اپنی زندگی کو سادہ نہ بنائیں۔ خصوصاً کھانے کے معاملہ میں۔

تو اب وقت ہے کہ ہم ایک تو تحریک جدید کے اس مطالبہ پر نئے سرے سے عمل پیرا ہو جائیں جس کو ہم ایک حد تک بھول چکے ہوئے ہیں کہ

اپنے کھانے میں سادگی کو اختیار کریں

اور نہ صرف اپنے لئے روپیہ بلکہ اپنے بھائی کے لئے کھانا بھی بچائیں۔ جب آپ کھانا ضائع کرتے ہیں تو دو چیزوں کا ضیاع ہوتا ہے۔ آپ کے روپے کا اور آپ کے بھائی کی غذا کا۔ اگر آپ مثلاً آدھ سیر آٹے کی بجائے چھ چھٹانک کھائیں تو آپ کے دو چھٹانک کے پیسے بچ گئے۔ آپ کے بھائی کے لئے دو چھٹانک گندم بچ گئی۔

تو کھانا کم کھائیں۔ کھانا سادہ کھائیں تاکہ وہ لوگ جن کو آپ سے زیادہ ضرورت ہے ان کے پیٹ بھر جائیں۔

اور یہ عید جو ہے اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ رمضان میں تو اطعام مسکین کی بجائے بعض دوسری عبادتوں کی طرف بھی زیادہ متوجہ کیا گیا تھا یعنی قیام لیل کی طرف اور خدا کے لئے کھانے کو چھوڑ دینے کی طرف۔ وہ جو کھلانے والا حصہ تھا وہ اتنا نمایاں نہیں تھا۔ اگرچہ پہلے روزے سے ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم، آپ کے صحابہؓ اور امت کے بزرگوں کا یہ طریق رہا تھا کہ وہ بڑی کثرت کے ساتھ اس بات کا اہتمام کیا کرتے تھے کہ جو مستحق ہیں انہیں کھانا کھلائیں۔ لیکن جو چیزیں نمایاں ہوتی ہیں رمضان کے مہینے میں وہ قیام لیل اور خدا کے لئے کھانا چھوڑنا ہے اور جو چیزیں نمایاں ہوتی ہیں عید کے دن وہ کھانا کھانا اور کھلانا ہے۔ تو یہ بھی دراصل رمضان کی عبادت کا ہی حصہ ہے اور اسی طرف ہمیں متوجہ کرتا ہے۔

آج عید ہے

میں نے اپنے خطبہ کے شروع میں یہ دعا کی تھی کہ اللہ تعالےٰ آپ سب کو بشمولیت خاکسار عید کی حقیقی خوشی نصیب کرے اور اب جو میں نے مضمون بیان کیا ہے اس کے بعد میں یہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ

(بقیہ برصفحہ ۹)

ہمارا زمانہ ایک روحانی مصلح کا متقاضی ہے

تقریر مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد معلم جامعہ احمدیہ قادیان بر موقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۶۶ء

(۲)

اب آیئے میں آپ کو اس جنسی شغف کی ذرا تفصیل بتلاؤں۔ فلورنس کری ٹنٹن ایسوسی ایشن آف امریکہ (Florence Creten ten Association of America) کی اگزیکٹو ڈائرکٹر میری لوئی ایلن (Mery Louse Allan) نے امریکی خواتین کے مشہور رسالہ "میک کالز" (Mc Calls) میں جس کی اشاعت بالاتر ۸۰ لاکھ ہے، امریکہ کی بڑھتی ہوئی فحاشی سے یوں پردہ اٹھایا ہے کہ:-

"تازہ ترین اعداد و شمار کی رو سے (جن کا اندراج سرکاری طور پر عمل میں آیا ہے) ۱۹۶۰ء کے دوران ہر عمر کی غیر شادی شدہ ماؤں نے اڑھائی لاکھ بچے جنے۔ بلاشبہ یہ اعداد و شمار اصل صورتِ حال کے آئینہ دار نہیں ہیں..... ..... "نامعلوم باپوں" کے ۰۰۷،۹۱ بچے ایسے تھے جو تیرہ سے انیس سال کی عمر کی ماؤں کے ہاں پیدا ہوتے اور یقیناً اگلے دو سالوں یعنی ۱۹۶۱ء و ۱۹۶۲ء میں اس سے بھی زیادہ تعداد میں ان عمر کی ماؤں کے ہاں ناجائز ولادتیں ہوئیں۔ اب چونکہ ہماری آبادی میں نئی نسل تیرہ سے انیس سال کی عمر کے بچوں کی تعداد بے پناہ بڑھ چکی ہے۔ یہ امر ناگزیر ہے کہ بچے جننے والی غیر شادی شدہ ماؤں کی تعداد سال بہ سال حشرات الارض کی طرح بڑھتی چلی جائے گی"۔

اس مذکورہ صورتِ حال سے بھی زیادہ گھناؤنے پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے میری لوئی ایلن لکھتی ہیں:-

"ان لڑکیوں میں سے ہزاروں لڑکیاں اپنی عمر کے لحاظ سے اتنی بھولی ہوتی ہیں کہ وہ نو عمر بچیاں بھی کہلا سکتی ہیں۔ کہ جوان لڑکیاں رغیر شادی شدہ ماؤں کے زچہ خانوں میں سے قریباً ہر زچہ خانہ میں گیارہ گیارہ بارہ بارہ، تیرہ تیرہ سال کی نوخیز بچیاں اپنے ایامِ حمل اس خیال میں گذار رہی آتی ہیں کہ انہوں نے اپنی گڑیاں اپنے ہاتھوں میں اٹھائی ہوئی ہوتی تھیں۔ اور جب ماں ہونے کا تجربہ حاصل کرنے کے بعد یہ اپنی سابقہ زندگی کی طرف لوٹتی ہیں تو ابھی تک اپنے کھلونوں سے کھیل رہی ہوتی ہیں"۔

(بحوالہ بدر ۲۷ جولائی ۱۹۶۲ء)

ممکن ہے آپ خیال کریں کہ یہ فحش تو یورپ و امریکہ کا ہے لیکن بھائیو! اخلاقی اعتبار سے ہمارا ملک بھی انہیں کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کر رہا ہے جس کی منہ بولتی تصویر ہمارے بڑے بڑے شہر ہیں جن کے مقابلہ میں ملکۂ حسن کا انتخاب، کلچرل پروگراموں کے ذریعہ محفل رقص و سرود اور سینماؤں اور تھیٹروں کے ذریعہ عریانی کی ترویج یہ ہے ہمارے دور کی تہذیب و اخلاق کا طرۂ امتیاز جہاں ہر لڑکی آرائش و زیبائش کے انوکھے ڈھنگ تلاش کرنے میں سرگرداں اور فلم ایکٹریس کی نقالی میں خود فراموشی کے عالم میں ہے ابھی پرسوں ہی کے اخبار میں آپ نے یہ خبر پڑھی ہوگی کہ ہندوستان کی دوشیزہ سندری ریتا فاریا کو ویت نام میں امریکی فوجیوں کو بہلانے کے لئے بھیجے جانے پر پارلیمنٹ میں بڑی لے دے ہوئی۔ اور ہمارے وزیر خارجہ مسٹر چھاگلہ کو اس اقتناع کے بارے میں بیان دینا پڑا۔ پھر آجکل ملبوسات جہاں پہنتی ہیں وہاں ایسے فیشن میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں کہ دیکھنے والے ہی کو شرم آ جاتی ہے۔ لیکن پہننے والی دوشیزائیں اپنی پوری کاشر ساما نیوں کے ساتھ اپنے آپ کو رونقِ جہاں سمجھ کر گذر جاتی ہیں۔

دوسری طرف نوجوانوں کی حالت کچھ یہی ہے بلکہ وہ تو لڑکیوں سے بھی زیادہ بناؤ سنگھار کرتے ہیں۔ اور یہ سب اثر ہے فلموں کا جن میں عریاں ترین نظارے بھی دکھانے سے احتراز نہیں کیا جاتا اور پھر اس میں جاذبیت پیدا کرنے کے لئے عریاں جسم کے پوسٹر بھی آپ کو شہروں میں جا بجا نظر آئیں گے حقیقت یہ ہے کہ سینما گھر صحیح معنوں میں دار اللہو اور اخش ہیں جن کی بدولت ہزاروں خاندان تباہ ہوئے اور ہو رہے ہیں اور ہماری نئی نسل اسی میں بہتی جا رہی ہے۔ انہیں اپنی مذہبی بزرگوں سے تو واقفیت نہ ہو گی لیکن آپ کسی فلم ایکٹر یا ایکٹریس کے بارے میں پوچھیے تو نہ صرف اس کی پوری تاریخ بتا دیں گے بلکہ شاید ان کی سات پشتوں کے حالات بھی بیان کر دیں۔ اسی وجہ سے ہماری نئی پود فحاشی اور عیاشی کی طرف اپنا قدم بڑھا رہی ہے۔ چنانچہ اخبار پرتاپ جالندھر نے ۱۱ اگست ۱۹۶۱ء کی اشاعت میں یہ انکشاف کیا کہ:-

"ہندو یونیورسٹی بنارس کے حالات کی جانچ کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی۔ اس کمیٹی نے رپورٹ کی کہ یونیورسٹی کے ہوسٹل بدمعاشی کے اڈے بن چکے ہیں وہاں رات کو بازاری عورتیں آتی ہیں"۔

(بحوالہ بدر ۷ ستمبر ۱۹۶۱ء)

معزز سامعین! ہم جس دور میں سے گذر رہے ہیں اس میں جوئے اور سود کی اس قدر کثرت ہے کہ دنیا میں ہر طرف یہ چیزیں تمدن کا ایک جزو لاینفک بن گئی ہیں۔ زندگی کے ہر شعبہ میں کسی نہ کسی صورت میں جوئے کا دخل ہے۔ کہتے ہیں کہ مانٹی کارلو جوا کھیلنے کے امراء کی ایک کلب ہے۔ اس میں بعض اوقات ایک ایک دن میں کروڑوں روپیہ ایک ہاتھ سے نکل کر جوئے کے ذریعہ دوسرے کے ہاتھوں میں چلا جاتا ہے پچھلے زمانوں میں سے کوئی بھی زمانہ لے لیا جائے جوئے کی یہ کثرت کہیں نظر نہ آئے گی۔ لاٹری، کیم، عسلا وہ لائف انشورنس، کنفیوٹ انشورنس نار انشورنس کو قسم کے بیمے بھی ایسے ہیں کہ اس کے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں سمجھا جاتا۔

پھر سود کی کثرت کا بھی یہی حال ہے۔ سود ایک ایسی لعنت ہے جو انسان کو ہمیشہ کے لئے دوسروں کا محتاج و غلام بنا کر رکھ دیتی ہے۔ نہ صرف انفرادی طور پر بلکہ اجتماعی اور ملکی طور پر بھی ایک ملک دوسرے ملک کا ہمیشہ دستِ نگر ہو جاتا ہے۔ پس یہ لعنت بھی اس وقت اتنی وسیع ہو گئی ہے کہ سب تجارتیں سود ہی کی رہینِ منت ہو کر رہ گئی ہیں۔ بینکوں کی وہ کثرت ہے کہ ہزاروں کی تعداد سے کہیں بڑھ گئی ہیں جو ہر قوم کے لوگ سود پر اپنا کام چلا رہے ہیں جس کی وجہ سے اتحاد باہمی مفقود نظر آتی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ایک فرد دوسرے کو، ایک قوم دوسری قوم کو اور ایک ملک دوسرے ملک کو ہڑپ کر لینے کی فکر میں لگا ہوا ہے۔ چنانچہ عزت مآب صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر رادھا کرشنن نے کیا خوب کہا ہے کہ:-

"انسان کی عظیم الشان علمی ترقی اور طاقت میں اضافہ کے باوجود امن عالم ہر روز خطرہ میں ہے۔ اور اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگ اخلاقی طور پر اندھے اور روحانی طور پر بیمار ہیں اور ابھی تک اس حقیقت کو نہیں سمجھ پائے کہ میں ایک عالمگیر انسانیت کے نزدیک دور پر زندگی بسر کرنا ہے"۔

(NATION 22nd May 1960)

سیاسی حالت اس زمانے کی اخلاقی و مذہبی حالت کے بعد اب میں اس دور کی سیاسی حالت بیان کرتا ہوں۔ سیاسی اعتبار سے دنیا دو مستقل بلاکوں میں بٹ چکی ہے یعنی ایک امریکن بلاک اور دوسرا رشین بلاک۔ اور یہ دونوں بلاک اس قدر طاقتور ہیں کہ ان کے مقابلہ میں کسی دوسری حکومت کی کوئی وقعت نہیں ہے اور اس کے ساتھ ہی ان دونوں کی سرد جنگ امن عالم کے لئے کسی وقت بھی خطرناک ہو سکتی ہے خلائے بسیط میں پرواز، چاند تک رسائی کی کوشش اور مصنوعی سیاروں کے ذریعہ مختلف قسم کی تحقیقات دراصل ایک دوسرے پر برتری کے اظہار کا ذریعہ بن گئے ہیں اور یہ دونوں ہمیشہ ایک دوسرے کی تاک میں لگے ہوئے ہیں۔ اور ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ سرد جنگ کس وقت گرم ہو جائے اور کیا صورت اختیار کر لے گی۔

علاوہ از [illegible] سیاسی [illegible] سے ایک بے چینی [illegible] پائی جاتی ہے۔ دنیا [illegible] دو بڑی جنگیں دیکھ چکی ہے۔ [illegible] اخبارات [illegible] ہولناک [illegible] وقت [illegible] گئے لیکن [illegible] جنگ [illegible] صاف [illegible] اور [illegible] تقریباً [illegible] ہو گئیں۔

آج اگر ایک طرف دنیا تمام کا مشغلہ [illegible]

قادیان کو دوسری طرف اردن و اسرائیل کا تیسری طرف روڈیشیا کا تنازعہ ہے پھر آج چین باقی ساری دنیا کے لئے خطرہ بنتا چلا جا رہا ہے الغرض دنیا سیاسی انتشار کے ایک ایسے موڑ پر آکھڑی ہوئی ہے کہ کسی وقت بھی حالات عالمی امن عالم کے خطرہ کا موجب ہو سکتے ہیں اور یہ سب شاخسانے ہیں ایٹمی قوت کے جس کا غلط رنگ میں استعمال زیادہ مروج ہو رہا ہے بہ نسبت مفید استعمال کے۔

آفات ارضی و سماوی

حضرات! ان تمام حالات کے ساتھ ساتھ ارضی و سماوی آفات کا بھی ایک ولیا سلسلہ اس موجودہ دور میں ہمیں نظر آرہا ہے کہ جس کی پہلے زمانہ میں نظیر نہیں ملتی۔ وقت پر بارشیں نہیں ہو رہی جس کی وجہ سے فصلیں خراب ہو رہی ہیں اور قحط سالی کے آثار نمودار ہو رہے ہیں چنانچہ ہماری وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے بارہا اپنی تقاریر میں اس امر پر روشنی ڈالی ہے کہ عین وقت پر بارشوں نے ہم سے دھوکا کیا ہے۔ چنانچہ آج صوبہ بہار کا سوا کروڑ انسان تاریخ کے بدترین قحط کا شکار ہو رہا ہے اسی ہفتہ اخبار "ٹربیون" نے بہار کے قحط زدگان کی تصویریں شائع کیں اور ایک فقرہ نیچے یہ لکھا ہے کہ:-

"صوبہ بہار میں کوئی گداگر نہیں ہے کیونکہ وہاں خیرات دینے والا بھی کوئی نہیں رہا!"

اور پھر دوسرا رنگ ان بارشوں کا یہ ہوتا ہے کہ جب برستی ہیں تو برستی ہی چلی جاتی ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سیلاب کی وجہ سے سخت جانی و مالی نقصان ہوتا ہے۔ دونوں طرف سے مصیبتوں کا سامنا ہے۔ اور پھر اس پر مستزاد یہ کہ اشیاء کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ ایک عام انسان کے لئے زندگی گزارنا دشوار ہوتا چلا جا رہا ہے۔

اسی طرح مختلف قسم کی بیماریوں نے انسان کی تباہی میں مزید اضافہ کر دیا ہے ہمارے اس دور میں طاعون کا وہ زلزلہ ہوا کہ الامان والحفیظ۔ صرف ہندوستان میں ۱۸۹۶ء سے لے کر ۱۹۰۳ء کے مارچ تک ۱۴۰۸۰۰۰ (چودہ لاکھ آٹھ ہزار) انسان لقمۂ اجل بن گئے۔ اور ایشیا و یورپ و امریکہ و افریقہ دوسرے براعظموں میں طاعون کے علاوہ اعداد و شمار ہیں دیکھئے انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا جلد ۱۷ زیر لفظ Plague

طاعون کے علاوہ انفلوائنزا کی وبا نے وہ ہلاکت مچائی کہ ۱۹۱۸ء میں اس مرض سے دنیا بھر میں دو کروڑ آدمی مر گئے جبکہ پہلی عالمگیر جنگ میں صرف ساٹھ لاکھ انسان مرا تھا گویا کل آبادی کا ڈیڑھ فی صدی حصہ اس بیماری سے فنا ہو گیا۔

اس کے ساتھ ہی اس دور میں مرگ مفاجاۃ یعنی sudden death بھی عام ہو گئی ہے اس کی وجہ ایک تو کثرت شراب نوشی دوسرے کثرت مطالعہ اور تیسرے مشینری کی کثرت ہے۔

ان تمام آفات کے ساتھ سب سے بڑی آفت زلزلوں کی صورت میں ہمیں نظر آتی ہے۔ ہماری اس صدی کی پہلی چوتھائی میں پانچ لاکھ انسان زلزلوں کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ اور سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ اگلے پچیس برسوں میں ہر سال اوسطاً چودہ ہزار افراد زلزلوں کے باعث موت کا شکار ہوتے رہے۔ اور اگر ۱۹۵۰ء سے لے کر اس وقت تک کے زلزلوں کا شمار کیا جائے تو دنیا کے مختلف ملکوں میں مجموعی طور پر ہلاک شدہ انسانوں کی تعداد دس پندرہ لاکھ سے زیادہ بنتی ہے۔ جبکہ ۱۹۵۶ء میں انسانی تاریخ میں سب سے بڑا زلزلہ شنسی (چین) میں آیا۔ جس کی وجہ سے آٹھ لاکھ انسان چند منٹوں میں ہلاک ہو گئے۔ (باقی)

موعود یحییٰ علیہ السلام کے وجود میں ماں کے پیٹ سے جڑا ہوا بچہ یحییٰ کو بھی خدا تسلیم کیا جانا چاہیئے کہ وہ ایلیاہ کی ... آسمان سے نازل ہوا تھا ...

(باقی)

ابطالِ الوہیتِ مسیح علیہ السلام از روئے بائیبل

(بقیہ صفحہ اوّل)

بھی تیرے بچوں کو جمع کروں مگر تم نے نہ چاہا"

(لوقا باب ۱۳ نمبر ۳۴)

(۵) الف۔

اگر حضرت مسیح علیہ السلام بقول مسیحی حضرات مرکر زندہ ہو گئے تھے اور اس وجہ سے وہ ان کے نزدیک خدا ہیں تو دانی ایل بھی زندہ ہو جانے کی وجہ سے کیوں خدا نہیں قرار پا سکتے۔ ان کے متعلق لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو فرمایا

"تو اپنی راہ لے جب تک مدت پوری نہ ہو کیونکہ تو آرام کریگا۔ اور ایام کے اختتام پر اپنی میراث میں اٹھ کھڑا ہوگا" (دانی ایل باب ۱۲ نمبر ۱۳)

دانی ایل کے ۱۲۹۰ دن تا ۱۳۳۵ دن میں سال کے اندر زندہ ہو کر اٹھنے کی پیشگوئی ہے پس ان کے جی اٹھنے پر یقیناً ان کو بھی خدا ہونے کا پورا حق حاصل ہے۔

(ب) دو نبی قتل ہو کر زندہ ہو گئے یعنی ہو جائیں گے لکھا ہے۔

"ساڑھے تین دن کے بعد خدا کی طرف سے ان میں زندگی کی روح داخل ہوئی اور وہ اپنے پاؤں کے بل کھڑے ہو گئے اور ان کے دیکھنے والوں پر بڑا خوف چھا گیا" (مکاشفہ باب ۱۱ نمبر ۱۱)

(ج) حضرت مسیح کو کئی مردوں میں سے جی اٹھنے والوں میں سے ایک قرار دیا گیا ہے "یسوع مسیح ...... مردوں میں سے جی اٹھنے والوں میں پہلوٹھا ہے۔ (مکاشفہ باب ۱ نمبر ۵)

گویا حضرت مسیح پہلوٹھے خدا ہیں اور دوسرے زندہ ہونے والے غیر پلوٹھے خدا ہیں لیکن خدا ضرور ہیں۔

(د) "قبریں کھل گئیں اور بہت سے جسم ان مقدسوں کے جو سو گئے تھے جی اٹھے اور اس کے جی اٹھنے کے بعد قبروں سے نکل کر مقدس شہر میں گئے۔ اور بہتوں کو دکھائی دیئے" (متی باب ۲۷ نمبر ۵۲، ۵۳)

پس بقول مسیحی صاحبان یہ سب جی اٹھنے والے خدا ٹھہرے پھر تثلیث کہاں رہی۔

(۶) مسیح کی قربانی کو اگر ان کی خدائی کا ثبوت قرار دیا جاتا ہے تو یہ قربانی دوسروں نے بھی دی ہے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی گردن ماری گئی۔ اور زکریا کو قتل کیا گیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اکلوتے کی قربانی دی۔

(پیدائش باب ۲۲ نمبر ۱۶)

ان کے علاوہ مکاشفہ والے دو نبی بھی قتل ہوئے۔

(مکاشفہ باب ۱۱ نمبر ۷ تا ۱۰)

(۷) اگر حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے تھے اور خدا کے داہنے ہاتھ پر بیٹھے ہیں اور یہ ان کی خدائی کی دلیل ہے تو ان کے علاوہ کئی نبی آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔

(الف) حنوک (یعنی ادریس) خدا کے ساتھ چلتا رہا اور غائب ہو گیا۔ کیونکہ خدا نے اسے اٹھا لیا"

(پیدائش باب ۵ نمبر ۲۴)

(ب) ایلیاہ نبی بگولے میں ہو کر آسمان پر چڑھ گیا۔

(۲ سلاطین باب ۲ نمبر ۱۱)

(ج) مصر سے لانے کے وقت خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے اسرائیل کو اپنی گود میں اٹھایا

(ہوسیع باب ۱۱ نمبر ۳)

(د) مکاشفہ میں مذکورہ دو نبی بعد قتل زندہ ہو کر آسمان پر اٹھائے گئے یعنی اٹھائے جائیں گے یہ پیشگوئی ہے لکھا ہے۔

"انہیں آسمان پر سے ایک بلند آواز سنائی دی کہ یہاں اوپر آجاؤ پس وہ بادل پر سوار ہو کر آسمان پر چڑھ گئے اور ان کے دشمن ان کو دیکھ رہے تھے"

(مکاشفہ باب ۱۱ نمبر ۱۲)

(۸) حضرت مسیح علیہ السلام کا آسمان سے نزول اگر ان کی خدائی کی دلیل ہے تو وہ تو مریم کے بطن سے ہوا تھا جیسا کہ سب نبیوں کا نزول ہوا ہے۔ اور اگر دوبارہ آمد و نزول از آسمان ہوگا اور یہ ان کی خدائی کی دلیل ہے تو اول تو یہ ایک موہوم بات ہے جس کا کوئی ثبوت تا حال پیدا نہیں ہوا۔ دوم ان کا نزول ثانی تو ایسا ہی ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ ان کے اپنے ارشاد کے مطابق ایلیا نبی کا نزول یوحنا کے مثیل ہونے پر ...

(بقیہ خطبہ صفحہ ۲)

آپ کو اس بات کی توفیق دے کہ اس کی رحمتوں کے دروازے جو ہم پر بار بار کھولے جاتے ہیں ہم بار بار ان سے فائدہ اٹھائیں اور ہر روز ہمارے لئے روز عید ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ وہ جو یہ چاہتا ہے کہ اس کے قرب کے حصول کے لئے بھائیوں کی بھوک کا خیال رکھا جائے اور انہیں شیطان کی غلامی سے بچانے کی کوشش کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس ذمہ داری کی ادائیگی کی ... توفیق ... اور اس طرح پر ... حقیقی خوشی اور عید ... کے سامان پیدا ہو جائیں۔

قبولیت دُعا کے شیریں پھل!

تقریر مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب مبلغ انچارج میسور سٹیٹ بر موقعہ جلسہ سالانہ قادیان

(۴)

(۶) قبولیت دُعا کا چھٹا شیریں پھل آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے تمام دنیا کی قوموں کو پیغام پہنچانے کے فریضہ پر مامور کیا گیا۔ اور آپ کی مخالفت، آپ کے خلاف سازشوں، فتنوں اور طرح طرح کے منصوبوں سے آگاہ کرتے ہوئے خدائی حفاظت میں آنے کے لئے خدا تعالیٰ نے آپ کو وہ دعا سکھائی جو اسم اعظم کے نام سے مشہور ہے۔ جو یہ ہے۔

"رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِي وَانْصُرْنِي وَارْحَمْنِي۔ (تذکرہ صفحہ ۴۵۵)

ترجمہ:۔ "اے میرے رب۔ ہر ایک چیز تیری خدمتگزار ہے۔ اے میرے رب پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔"

خدا تعالیٰ نے اس کی قبولیت کا بڑے شاندار الفاظ میں وعدہ فرمایا۔ جو یہ ہے:۔

"يَرْحَمُكَ رَبُّكَ وَيَعْصِمُكَ مِنْ عِنْدِهٖ وَإِنْ لَمْ يَعْصِمْكَ النَّاسُ۔ يَعْصِمُكَ اللّٰهُ مِنْ عِنْدِهٖ وَإِنْ لَمْ يَعْصِمْكَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرَضِيْنَ (تذکرہ صفحہ ۲۴۷)

ترجمہ:۔ تیرا رب تجھ پر رحمت کرے گا اور اپنی جناب سے تیری حفاظت کا سامان کریگا اگر چہ لوگ تیری حفاظت نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے تیری حفاظت کرے گا۔ اگر چہ روئے زمین کے لوگوں میں سے کوئی بھی تیری حفاظت نہ کرے۔"

خدا تعالیٰ نے آپ کو پہلے سے متعدد الہامات میں آنے والی مصیبتوں اور ابتلاؤں کے بارہ میں آپ کو بتلایا ہوا تھا کہ مخالفت کا آسمان ٹوٹ پڑے گا۔ چنانچہ ان میں سے بعض کا ترجمہ یہ ہے۔

"جب خدا تعالیٰ اپنے مومن بندہ کی مدد کرتا ہے تو دنیا میں اُسکے حاسد بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس لئے دشمنوں کی ایذا رسانی پر صبر کرنا چاہیئے۔ تیرے حاسد اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنی لاف و گزاف اور منہ کی پھونکوں سے بجھانا چاہیں گے۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے نور کو ضرور پھیلائے گا اور دشمنوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا ہم تاکید اً کہتے ہیں کہ منکرین کی مغویات پر غمگین نہ ہونا۔ کیونکہ تیرا رب تیرا محافظ ہے۔ ایک شخص تیرے خلاف بڑی سازش اور کوشش کرے گا۔ تیرے خلاف تین فتنے کھڑے کئے جائیں گے یہود اور نصاریٰ تجھ سے خوش نہ ہوں گے۔ وہ تجھے دھمکیاں دیں گے۔ مگر اُن کی پرواہ نہ کرنا کیونکہ تو خود اُن کے لئے نذیر ہو کر آیا ہے۔ اپنا کام کئے جا۔ خدا تم اُن کے حملوں کا جواب اپنے زور آور حملوں سے دے گا۔ اور تیری صداقت ثابت کر کے چھوڑے گا اور خوف نہ کر اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو بجز اُس کے کسی چیز کا خوف نہیں ہُوا کرتا۔"

چنانچہ اس کے بعد کفر کے فتوے۔ بائیکاٹ۔ طرح طرح کی تکلیفیں۔ گالیاں سب حربے آپ کے مٹانے کے لئے استعمال کئے گئے۔ حتیٰ کہ آپ کو اذیت پہنچانے والے اذیت پہنچا کر فخر کرتے تھے کہ گویا آپ کو تکلیف پہنچا کر انہوں نے بہت بڑا مقدس کام سرانجام دیا ہے۔

قید کرانے کی کوشش حضور نے مخالفین کی قید کرانے کی کوشش کا اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۲۷-۱۲۱ پر بایں الفاظ ذکر فرمایا ہے۔

"کرم دین نام ایک مولوی نے فوجداری مقدمہ گورداسپور میں میرے نام دائر کیا اور میرے مخالف مولویوں نے اس کی تائید میں آتما رام اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کی عدالت میں جا کر گواہیاں دیں اور ناخنوں تک زور لگایا اور اُن کو بڑی اُمید ہوئی کہ اب کی دفعہ ضرور کامیاب ہوں گے اور اُن کو جھوٹی خوشی پہنچانے کے لئے ایسا اتفاق ہُوا کہ آتما رام نے اس مقدمہ میں اپنی نافہمی کی وجہ سے پوری غور نہ کی اور مجھ کو سزائے قید دینے کیلئے مستعد ہو گیا۔ اُس وقت خدا نے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ آتما رام کو اس کی اولاد کے ماتم میں مبتلا کریگا چنانچہ یہ کشف میں نے اپنی جماعت کو سُنا دیا اور پھر ایسا ہُوا کہ قریباً بیس پچیس دن کے عرصہ میں دو بیٹے اُس کے مر گئے۔ اور آخر یہ اتفاق ہُوا کہ آتما رام سزائے قید تو مجھ کو نہ دے سکا اگرچہ فیصلہ لکھنے میں اُس نے قید کرنے کی بنیاد بھی باندھی مگر اخیر پر خدا نے اُس کو اس حرکت سے روک دیا۔ لیکن تاہم اُس نے سات سَو روپیہ جرمانہ کیا۔ پھر ڈویژنل جج کی عدالت سے عزت کے ساتھ میں بری کیا گیا۔ اور کرم دین پر سزا قائم رہی اور میرا جرمانہ واپس ہُوا۔ مگر آتما رام کے دو بیٹے واپس نہ آئے۔"

سبحان اللہ! مخالف کے حملہ کا جواب خدا تعالیٰ نے کیسے زور آور حملے سے دیا۔ اور آپ کو قبولیت دعا کا میٹھا پھل کھلایا۔

پھانسی دلانے کی تدبیر جس کا ذکر حضور اپنی کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۳۱ میں الہام "واللّٰہ یعصمک" کی تشریح میں فرماتے ہوئے اس طرح بیان فرماتے ہیں:۔

"خدا تجھے ہر ایک آفت سے بچائے گا۔ اگر چہ لوگ نہیں چاہیں گے کہ تو آفات سے بچ جائے۔ یہ اُس زمانہ کی پیشگوئی ہے جبکہ میں ایک زاویہ گمنامی میں پوشیدہ تھا اور کوئی مجھ سے نہ تعلق بیعت رکھتا تھا نہ عداوت بعد اس کے جب مسیح موعود ہونے کا دعوے میں نے کیا تو سب مولوی اور اُن کے ہم جنس آگ کی طرح ہو گئے۔ ان دنوں میں ایک پادری ڈاکٹر مارٹن کلارک نام نے خون کا مقدمہ کیا۔ اس مقدمہ میں مجھے یہ تجربہ ہو گیا کہ پنجاب کے مولوی میرے خون کے پیاسے ہیں اور مجھے ایک عیسائی سے بھی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دشمن ہے اور گالیاں نکالتا ہے بدتر سمجھتے ہیں۔ کیونکہ بعض مولویوں نے اس مقدمہ میں میرے خلاف عدالت میں حاضر ہو کر اس پادری کے گواہ بن کر گواہیاں دیں۔ اور بعض اس دعا میں لگے رہے کہ پادری لوگ فتح پا دیں۔ میں نے معتبر ذریعہ سے سُنا ہے کہ مسجدوں میں رو رو کر دعائیں کرتے تھے کہ اے خدا اس پادری کی مدد کر اس کو فتح دے۔ مگر خدائے علیم نے اُن کی ایک نہ سُنی۔ نہ گواہی دینے والے اپنی گواہی میں کامیاب ہوئے اور نہ دعا کرنے والوں کی دعائیں قبول ہوئیں۔ یہ علماء ہیں دین کے حامی اور یہ قوم ہے جس کے لئے قوم قوم پکارتے ہیں۔ ان لوگوں نے میرے پھانسی دلانے کے لئے اپنے تمام منصوبوں سے زور لگایا اور ایک دشمن خدا اور رسول کی مدد کی۔ اور اس جگہ طبعاً دل میں گذرتا ہے کہ یہ قوم کے تمام مولوی اور اُن کے پیرو میرے جانی دشمن ہو گئے تھے۔ پھر کس نے مجھے اس بھڑکتی ہوئی آگ سے بچایا۔ حالانکہ آٹھ گواہ میرے مجرم بنانے کے لئے گذر چکے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اُس نے بچایا جس نے پچیس برس پہلے یہ وعدہ دیا تھا کہ تیری قوم تو تجھے نہیں بچائے گی اور کوشش کرے گی کہ تو ہلاک ہو جائے۔ مگر میں تجھے بچاؤں گا۔"

قتل کے منصوبے اس کا ذکر حضور نے اپنی کتاب سراج منیر میں نہایت وضاحت سے فرمایا ہے

چنانچہ ایسے سب امور کے ذکر کرنے کے بعد حضور اپنے خدائی حفاظت میں ہونے کے سلسلہ میں تحدی کا فرماتے ہیں:

"اسے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور

تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے اُن کے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعائیں نہیں سُنے گا اور نہیں رُکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کرلے اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے۔ اور اگر تم گواہی کو چھپاؤ تو قریب ہے کہ پتھر میرے لئے گواہی دیں پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو کاذبوں کے اور منہ ہوتے ہیں اور صادقوں کے اور ...... میں اُس زندگی پر لعنت بھیجتا ہوں کہ مخلوق سے ڈر کر خالق کے امر سے کنارہ کشی کی جائے ...... یقیناً سمجھو کہ میں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا۔

(اربعین حصہ سوم صفحہ ۳۴و۳۵)

قبولیت دعا کے الٰہی چمکتے ہوئے نشان دیکھ کر پھر بھی جو ایمان سے محروم رہے اُن کے بارہ میں خدائی حسرت بھرے الفاظ یا حسرۃ علی العباد سے ہم آواز ہو کر فرماتے ہیں

امروز قوم من نہ شناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقتِ خوشترم

(۷) قبولیت دُعا کا ساتواں شیریں پھل

پھر سچائی کی فتح کے لئے حضور کی یہ دعا

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ۔

(تذکرہ صفحہ ۷۴)

ترجمہ: "اے ہمارے رب ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ فرما دے اور تو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔"

اس سلسلہ میں حضور [illegible] معروف دُعا جس زمانہ کا حضور [illegible] ہے

پھیلے سندؔ دین احمد جو [illegible] بیانہ
ہر گھر سے درکنار ہو [illegible] انشرنا

اُس دعا کی قبولیت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سی بشارتیں ملیں۔ [illegible]

"إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا" (تذکرہ صفحہ ۹۶)
ہم نے تجھ کو کھلی کھلی فتح عطا فرمائی ہے۔

(۲) ہوشیار پور کے چلہ کے دنوں میں حضور کی جن دعاؤں کی بیانیہ قبولیت عطا کی گئی۔ ان میں یہ بھی بشارت ہے اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔

اُس زمانہ کے مسلمانوں کا یہ حال تھا کہ جامع مسجد آگرہ کے پیشِ امام جو بعد میں عیسائیت میں جاکر پادری عماد الدین کہلائے وہ پیشگوئی کرتے ہیں کہ تھوڑے عرصہ کے بعد مسلمان یہاں نظر نہیں آئیں گے (معاذ اللہ)

عیسائی کیا خواب دیکھ رہے تھے۔ برطانوی پارلیمنٹ کا ایک پارلیمانی ممبر مسٹر ہنگس نے اُن دنوں تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ دن دکھایا ہے کہ ہندوستان کی سلطنت انگلستان کے زیرِ نگیں ہے تاکہ عیسیٰ مسیح کی فتح کا جھنڈا ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک لہرائے۔ ہر شخص کو اپنی تمامتر قوت ہندوستان کو عیسائی بنانے کے عظیم الشان کام کی تکمیل میں صرف کرنی چاہئے اور اس میں کسی طرح تساہل نہیں کرنا چاہیئے"؟

(علمائے حق اور اُن کے مجاہدانہ کارنامے، مرتبہ مولانا سید میاں صاحب ناظم جمعیۃ العلماء ہند صفحہ ۲۵ و ۲۶ بحوالہ سیرت طیبہ صفحہ ۲۷)

اُنہیں دنوں انگلستان میں ۱۸۶۲ء میں وزیر ہند چارلس وڈ نے ایک موقعہ پر یہ اظہار کیا تھا۔

"میرا ایمان ہے کہ ہر وہ عیسائی جو ہندوستان میں عیسائیت قبول کرتا ہے انگلستان کے ساتھ ایک نیا رابطۂ اتحاد بنتا ہے اور ایمپائر کے استحکام کے لئے ایک نیا ذریعہ ہے۔"

The Mission by R Clark London 1904
[illegible] 257

[illegible] احمدیہ [illegible]
[illegible] الرحیم
[illegible] مدینہ شریف

چنانچہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے اپنی زندگی میں اپنی تحریروں تقریروں، مناظروں، دعاؤں، ارضی وسماوی تائیدات و نشانات کے ذریعہ جو کامیابی عطا فرمائی اُس کا اندازہ اُن الفاظ سے کیا جاسکتا ہے جو آپ کی وفات پر بعض اخبارات نے آپ کی کامیاب تبلیغ کے بارہ میں خراج تحسین کے انداز میں تحریر کئے ہیں چنانچہ اس جگہ بے شمار حوالوں میں سے صرف ایک حوالہ پیش کیا جاتا ہے۔ زیادہ کی مختصر تقریر میں گنجائش نہیں۔ اخبار وکیل امرتسر نے حضور کی وفات پر مندرجہ ذیل ریویو لکھا:۔

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو' وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار اُلجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا جو شورِ قیامت ہو کر خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار کرتا رہا .... دُنیا سے اُٹھ گیا..... مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اُس سے سبق حاصل نہ کیا جاوے۔ ایسے شخص جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازشِ فرزندانِ تاریخ بہت کم منظرِ عام پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔ مرزا صاحب کی اس رفعت نے اُن کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ہاں تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرادیا کہ اُن کا ایک بڑا شخص اُن سے جُدا ہوگیا ہے اور اس کے ساتھ مخالفینِ اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اُس شاندار مدافعت کا جو اُن کی ذات کے ساتھ وابستہ تھی خاتمہ ہوگیا۔ اُن کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے ..... مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر اُن سے ظہور میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل کرچکا ہے۔ اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر وقیمت آج جبکہ وہ اپنا فرض پورا کرچکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے ..... آئندہ امید نہیں ہندوستان کی مذہبی دُنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو۔"

(اخبار وکیل امرتسر جون ۱۹۰۸ء)

جس طرح کسی کام کا آغاز ہوتا ہے اُسی طرح اُس کا انتہا بھی ہوتا ہے حضور اپنے زمانہ کو تخم ریزی کا زمانہ قرار دیتے تھے سچائی کی کامل فتح کی بھی آپ کو خدا تعالیٰ نے بیشمار بشارتیں دیں اُس کے بارہ میں اپنی زندگی میں ہی جماعت کو نصیحت فرماتے ہوئے خدائی وعدہ اور اُس کے پیشِ نظر جماعت کو اپنے فرائض کیلئے توجہ دلاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئیگا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اُسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں۔ اور ہم اپنے سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزازِ اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کریں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ فدیہ کیا ہے۔ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے۔" (فتح اسلام صفحہ ۱۵)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ سچائی کی کامل فتح دیکھنے کیلئے اور حضور کی قبولیت دعا کے شیریں پھلوں سے کامل حصہ لینے کے لئے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فرائض کو کما حقہٗ ادا کرنیکی توفیق بخشے۔ آمین۔ (باقی)

اذکروا موتاکم بالخیر

محترم جناب مولوی محمد عبد الستار صاحب مرحوم ایم۔ اے کٹکی کا ذکرِ خیر

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اُٹھتے جاتے ہیں؛ کہیں سے آبِ بقائے دوام لا ساقی

از محترم سید محمد ذکریا صاحب صدر جماعت احمدیہ بھدرک اڑیسہ

آہ افسوس! صد افسوس کہ جناب مولوی محمد عبد الستار صاحب ایم۔ اے کٹکی سابق امیر پراونشل اڑیسہ و امیر شہر کٹک مورخہ ۲۷ر جنوری ۱۹۶۲ء کو اس دار فانی سے رخصت ہو کر اپنے حقیقی مولا سے جا ملے اور اس طرح بزم احمدیت اڑیسہ کی ایک اور شمع بجھ گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

خاندان، تعلیم، ملازمت اور احمدیت سے پہلے کی حالت۔

مرحوم اڑیسہ کے مرکزی شہر کٹک کے ایک معزز، تعلیم یافتہ خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے، قومی اور مذہبی خدمات میں حصہ لینے کی وجہ سے شہر میں ایک خاص اثر و رسوخ بھی رکھتے تھے۔ لڑکپن سے مذہب کی طرف مائل اور اسلامی شعار کے پابند تھے۔ چنانچہ عنفوانِ شباب میں جبکہ کالج میں تعلیم پا رہے تھے دنیا کے ماحول سے بے پرواہ ہو کر ہم جماعتوں کی طعن و تشنیع کو پسِ پشت ڈال کر داڑھی رکھے ہوئے تھے۔ (جو ماشاء اللہ خوب گھنی اور دراز تھی) جبکہ اس زمانے کا انگریزی کا معمولی ابجد خواں بھی چار دن داڑھی کا صفایا کرنا فخر سمجھتا تھا۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے کئی جگہ ملازمت کی۔ کٹک کی موجودہ سعید سیمنری (Sayeed Seminary) سکول سابق مسلم سیمنری سکول میں (جو اس وقت مسلمانانِ اڑیسہ کا واحد قومی ادارہ تھا) اپنے دوستوں کی ترغیب دلانے پر صرف اس لئے ملازمت اختیار کر لی تا قومی خدمت میں حصہ لینے کا اور قوم کے نونہالوں کی تربیت کا موقع مل سکے۔

احمدیت کی مخالفت

اپنے اثر و رسوخ کی وجہ سے اور لیڈر ہونے کی حیثیت سے نیز احمدیت سے ناواقفیت کی بنا پر مخالفت میں بھی حصہ لیا۔ چنانچہ صوبہ بہار و اڑیسہ کے اس وقت کے گورنر سر ہنری ہیوئی لرد (Sir Henry Wheeler) جب اڑیسہ تشریف لائے تو کٹک کے غیر احمدیوں کی طرف سے احمدیوں کے خلاف ایک محضر نامہ گورنر صاحب بہادر کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ سنا گیا تھا کہ مولوی صاحب موصوف اس کام میں پیش پیش تھے۔

[illegible]

قبولِ احمدیت

آپ پٹنہ ہائی کورٹ میں ترجمان (Translator) مقرر ہو گئے۔ اس زمانے میں حضرت مولانا عبد الماجد صاحب بھاگلپوری کا تبادلہ Ravenshaw College کٹک سے پٹنہ ہو گیا تھا۔ مولوی نور محمد صاحب مرحوم ڈی۔ ایس۔ پی سابق صوبائی امیر اڑیسہ بھی بطور ڈپٹی سب انسپکٹر پٹنہ میں مقیم تھے۔ دونوں میں گہری دوستی تھی۔ پھر کیا تھا۔ دوست نے دوستی کا حق ادا کیا۔ یعنی مولوی نور محمد صاحب مرحوم نے مولوی عبد الستار صاحب مرحوم کو مولانا عبد القادر صاحب تک پہنچا دیا۔ حضرت مولانا صاحب کو تبلیغ کی دُھن رہتی تھی بس احمدیت پر تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔ طبیعت نیک تھی۔ آخر آپ رام ہو گئے اور احمدیت کی صداقت کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے آئے گا انجام کار

چنانچہ آپ باقاعدہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریری بیعت کر کے داخلِ سلسلہ عالیہ احمدیہ ہو گئے۔ فطری سعادت نے آپ کو احمدیت کی ننگی تلوار بنا دیا۔ بس رات و دن اب احمدیت کی تبلیغ کا مشغلہ رہا۔ احمدیت ہی آپ کا اوڑھنا بچھونا ہو گئی۔ عمر بھر خاموش مبلغ اور احمدیت کے خاموش کارکن رہے۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور یوم پیشوایانِ مذاہب وغیرہ کے جلسے بڑے اہتمام اور شان سے منایا کرتے تھے۔

کٹک کے احمدی نوجوانوں کی تنظیم

اس زمانے میں سونگھڑہ اور کیرنگ کے ہم چند نوجوان کٹک کے ہائی سکول میں تعلیم پا رہے تھے۔ خبر ملی کہ کٹک کے ایک باعزت رئیس اور ایم۔ اے جو پٹنہ ہائی کورٹ کے ٹرانسلیٹر ہیں احمدیت میں داخل ہو گئے ہیں ہماری خوشی کی حد نہ رہی۔ یہ مجھے اچھی طرح یاد نہیں رہا کہ آپ کی بیعت کا سال ۱۹۲۴ء تھا یا ۱۹۲۵ء۔ بہرحال جلد ہی آپ کا تبادلہ کٹک ہو گیا۔ اور پہلی بار میری ملاقات ہمارے تایا مرحوم منشی سید گوہر صاحب کے مکان واقع قاضی بازار کٹک میں ہوئی۔ جبکہ آپ غالباً جمعہ کی نماز کے لئے تشریف لائے تھے۔ میں نے دیکھا کہ ماشاء اللہ ریش بزرگ، اسلامی شعار کے پابند اور احمدیت کے ایک جوشیلے پہلوان نظر آتے تھے۔ پھر میرے مراسم رفتہ رفتہ آپ سے بڑھتے گئے۔ یہاں تک کہ آپ کا سلوک میرے ساتھ ایک شفیق باپ کا سا ہو گیا۔ علاوہ ازیں آپ کی شاگردی کا فخر بھی عاجز کو حاصل ہوا۔ الغرض کٹک آ کر آپ نے احمدی نوجوانوں کی تنظیم کی اور احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کٹک (Ahmadia Young Mans Association Cuttack) کی بنیاد ڈالی (اس زمانہ میں خدام الاحمدیہ کی تنظیم قائم نہیں ہوئی تھی) اور مرحوم نے محترم مولوی طاہر الدین صاحب بی۔ اے حال صدر جماعت احمدیہ کیرنگ کو اس کا صدر اور خاکسار کو اس کا سیکرٹری مقرر کیا اور اس کا ہفتہ وار اجلاس باقاعدہ کئی سال تک ہوتا رہا۔ گو بعض ناگزیر حالات کی وجہ سے درمیان میں وقفہ بھی پڑتا رہا۔ ان جلسوں میں احمدیت کے خصوصی مسائل وفاتِ مسیح ناصری علیہ السلام، اجرائے نبوت پر تقریریں ہوا کرتی تھیں۔ یہ ایک تعلیمی اور تربیتی ٹریننگ تھی جو ہم کو ان بزرگوں کے ذریعہ یعنی مولوی صاحب موصوف، مولوی طاہر الدین صاحب، مولوی محمد زاہد صاحب مرحوم سے ملتی رہی۔ اس طرح مرحوم نے نوجوانوں میں ایک نئی روح پھونک دی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اس کا بہترین اجر دے۔ آمین ثم آمین۔

آپ کے بڑے صاحبزادے عبد السلام کی وفات پر مسلمانانِ کٹک کی مخالفت کا طوفان اور آپ کا صبر و استقلال

غالباً ۱۹۲۶ء نومبر کا مہینہ تھا۔ جبکہ آپ کا بڑا لڑکا عزیزم عبد السلام جو سکول میں پڑھتا تھا بعارضہ نمونیہ وفات پا گیا۔ پھر کیا تھا شہر میں مخالفت کا وہ طوفانِ بے تمیزی برپا ہوا کہ الامان والحفیظ۔ لوگوں میں احمدیت کے خلاف ایک جوش پایا جاتا تھا۔ یوں بھی آپ کے احمدی ہونے پر سب ہی بپھرے ہوئے تھے۔ پر عزیز موصوف کی وفات جلتی آگ پر تیل کا کام کر گئی۔ وہ نظارہ اب تک میری آنکھوں کے سامنے پھر رہا ہے اور نہیں بھولتا جبکہ ابھی ہم مغرب کی نماز سے فارغ ہوئے تھے۔ کہ عزیز موصوف کی وفات کی خبر پہنچی۔ فرزندانِ احمدیت کٹک مولوی صاحب موصوف کے گھر میں جمع ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ بعض شریر عناصر ناگہی سے مسلح ہو کر قبرستان کی طرف اس نیت سے جا رہے ہیں کہ نعش کو کسی صورت دفن کرنے نہ دیں گے۔ اس سے قبل کٹک شہر میں احمدیوں کا کوئی مستقل قبرستان نہ تھا۔ اس واقعہ سے کچھ پہلے شہر کی میونسپل کمیٹی نے عیدگاہ کے متصل ایک قطعہ زمین احمدیوں کو قبرستان کے لئے عنایت کر دی تھی اور یہ پہلی نعش تھی جو نئے قبرستان میں دفن ہونے والی تھی۔ اتفاق سے وہ دلیل جو احمدیوں کو میونسپل کمیٹی کی طرف سے ملی تھی گم ہو گئی تھی۔ وقت کی نزاکت کے مدنظر یہی مناسب سمجھا گیا۔ سردست تدفین کا کام بند کر کے کسی طرح دلیل کی نقل حاصل کی جائے چنانچہ ہم چند احمدی رات کے بارہ بجے تک مولوی [illegible] مرحوم کے ایک شریف مسلمان میونسپل کمشنر خان بہادر عبد المجید صاحب کے دولت خانہ پر پہنچے تاکہ ان کی وساطت سے جلد دلیل ہاتھ آ سکے۔ موصوف نے ہمدردی کا اظہار کیا۔ اور ہر طرح سے اس معاملہ میں تعاون کر کے دوسرے دن صبح آٹھ بجے کے قریب دلیل کی نقل دلوا دی۔ ادھر شہر کا جوش دیکھ کر حضرت مولوی سید ضیاء الحق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سابق صوبائی امیر اڑیسہ نے مجسٹریٹ کو حالات سے باخبر کر کے ہم چند نوجوانوں کو ساتھ لے کر قبرستان کی طرف چلے جا رہے تھے کہ راستے میں مخالفوں کا ایک گروہ [illegible] حضرت مولوی سید ضیاء الحق صاحب کی ایک [illegible] کو روکا اور للکارنے لگے کہ خواہ مخواہ آپ کیوں سر پر اٹھائے جا رہے ہیں [illegible] ورنہ خون خرابہ ہو جائے گا۔ مگر حضرت مولوی صاحب نے [illegible] جرأت سے کام لے [illegible] آپ کی عادت تھی) بڑے رعب اور بڑی شوکت سے [illegible] کہ اگر خون [illegible] قبرستان تک [illegible] [illegible]

ویسا اثر ہوا کہ گاڑی کو چھوڑ دیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے ہم چند نوجوان اور چند عمر رسیدہ احمدی عیدگاہ کے میدان میں پہنچ گئے۔ پہنچ کر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک جم غفیر جس کے لیڈر جلال الدین متولی جامع مسجد ملا عبدالغفار اور ملک محمد کابلی میوہ فروش تھے) میدان میں ڈٹا ہوا شور کر رہا ہے اور ہمیں قبر کھودنے سے باز رہنے کی دھمکی دے رہا ہے۔ گورکنوں کو بھی انہوں نے قبر کھودنے سے روک دیا تھا۔ حضرت مولوی سید ضیاء الحق صاحب نے یہ دیکھا نہ تاؤ بس کدال ہاتھ میں لے کر قبر کھودنی شروع کر دی۔ اس وقت دن کے نو بج چکے تھے پھر کیا تھا۔ ہم نوجوانوں سے رہا نہ گیا (جو کہ سب نوجوان ہو رہے تھے) اس بزرگ کے جوش کو دیکھ کر نہ رہا گیا۔ ہمارے اندر بھی جوش و خروش کی ایک لہر دوڑ گئی اور سبھوں نے مل کر باری باری قبر کھودنا شروع کر دی۔ اور ہر لمحہ خوف لاحق تھا کہ اب ہم پہ حملہ ہوا جاتا ہے۔ تب میں ابھی بتاتا ہوں پولیس نے مداخلت کی اور فریقین کے سرکردہ لوگوں کے نام لکھنے کے بعد قبر کی کھدائی کو ملتوی کر دیا۔ اور پولیس سپرنٹنڈنٹ کو حالات کی اطلاع دینے کے لئے پولیس سب انسپکٹر مسٹری شے گوپال اور مسٹری کنج بہاری لال چلے گئے اور دونوں نے ہماری بڑی مدد کی (ہم لوگ میدان میں ابھی جائے بیٹھے رہے) حضرت مولوی سید ضیاء الحق صاحب کے یہاں سے کھانا پک کر آیا وہیں پہ دسترخوان بچھ گیا اور وہیں پر کل موجود احمدیوں نے کھانا کھایا۔ اب دن کے دو بج چکے تھے کیا دیکھتے ہیں کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مع سپرنٹنڈنٹ پولیس اور ان دونوں انسپکٹروں کے کار میں آ پہنچے۔ اور مجسٹریٹ صاحب نے فریقین کے سرکردہ لوگوں کے نام نوٹ کر لئے۔ اس کے بعد دونوں طرف سے گفتگو ہوئی۔ مجسٹریٹ صاحب منصف مزاج اور معقول آدمی تھے۔ معاملہ کو اچھی طرح بھانپ گئے۔ احمدیوں کو نعش دفن کرنے کی اجازت دے دی بعض سرکردہ مخالفین کو گرفتار کر لیا اور ضرورت پڑی تو... کا بھی حکم دے دیا [illegible] ... پولیس کی [illegible] ... [illegible]

غوث اور "اسلامی" جوش کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ آناً فاناً ہوا ہو گئے قریب شام کے جنازہ پڑھا گیا اور پولیس کی نگرانی میں مہینوں کھنٹے کے بعد نعش کو سپرد خاک کیا گیا اور احمدی اپنے گھروں کو تھکے ماندے مگر کامیاب و کامران واپس ہوئے۔ مسلسل کئی راتوں تک اکیلے محترم جناب مولوی قریشی محمد حنیف صاحب قمر سائیکل سیاح قبر کی رات بھر حفاظت کرتے رہے۔ یہ اس لئے کہ کوئی مخالف قبر اور نعش کی بے حرمتی نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ قریشی صاحب کو اس کا بہترین بدلہ دے۔ آمین ثم آمین۔

مولوی عبدالستار صاحب مرحوم نے کٹک شہر کے خاص باشندہ ہونے کے لحاظ سے کٹک میں ایک ہی احمدی تھے اور سارا شہر ان کے خلاف تھا۔ خویش و اقارب اپنے بیگانے سب دشمنی پر تلے ہوئے تھے اور نعش کو دفن کرنے سے باز رکھنے کی ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا رہے تھے)۔

اس وقت بھی ایمانی قوت صبر اور استقلال اور رضا بالقضاء کا ثبوت دیا وہ قابلِ صد تحسین ہے ؎

ایں کار از تو آید
و مرداں چنیں کنند

لختِ جگر کی موت واقع ہو گئی ہے۔ ابھی کچھ کم صدمہ نہیں اس پہ ستم بالائے ستم یہ کہ نعش کو دفن ہونے نہیں دیا جا رہا۔ مخالفت کا طوفان برپا ہے۔ مگر پھر بھی آپ کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں رہتی۔

اے میرے محسن استاد محترم! اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں تجھ پہ ہوں۔ تیری تربت پہ رحمت کی بارشیں برسیں کہ تو نے صبر و استقلال اور رضا بالقضاء کا شاندار نمونہ دکھایا۔

جلسہ ہائے سیرت النبی و یوم پیشوایانِ مذاہب

آپ کٹک میں جلسہ ہائے سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم و یوم پیشوایانِ مذاہب وغیرہ کے جلسے بڑی شان و شوکت اور اہتمام سے منعقد کروایا کرتے تھے جس میں شہر کے عمائدین و روساء و کابار سیاسی لیڈروں کو دعوت دیتے اور ہر مذہب و ملت کے کہنہ مشق مقررین کو تقریر کی دعوت دیتے۔ صدارت کے لئے مجوں و کمپیوں (?) کالج کے پرنسپل اور ... [illegible] ... کو منتخب کرتے اور جلسوں کی کامیابی پہ خوش ہوتے اڑیسہ ... [illegible] ... کی دعوت ... [illegible] ... ۱۹۴۰ء میں سونگھڑہ میں

آل اڑیسہ احمدیہ کانفرنس کے انعقاد پر مولانا ابوالبشارت عبدالغفور صاحب فاضل مرحوم و مولانا خلیل الرحمٰن صاحب فاضل بنگالی تشریف لائے ہوئے تھے اس موقعہ پر مولوی عبدالستار صاحب مرحوم بھی کانفرنس میں شرکت کے لئے نگریا جماعت کا دورہ کرتے ہوئے سونگھڑہ تشریف لائے اور معلوم ہوا کہ آپ کے ذریعہ نگریا اسٹیٹ کے چند دوست احمدیت میں داخل ہوئے ہیں۔ تو اس موقعہ پر سونگھڑہ کے ایک مخلص دوست میر تبارک علی صاحب مرحوم نے اپنا خواب بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ مولوی عبدالستار صاحب نے نگریا میں بندوق سے چند پرندوں کا شکار کیا ہے۔ یہ خواب مولوی صاحب کے ذریعہ یوں پورا ہوا۔ الحمدللہ

ایک معزز احمدی خاندان کی حفاظت

اڑیسہ کے پوری ضلع میں پویندا نامی گاؤں کے رئیس محترم جعفر خان صاحب بہت پرانے اور اکیلے احمدی تھے۔ دور دور تک اس علاقہ میں کوئی احمدی نہ تھا۔ مرحوم کی وفات کے بعد بڑا لڑکا احمدیت چھوڑ بیٹھا۔ باقی لڑکیاں، ایک چھوٹا لڑکا اور چند مستورات رہ گئی تھیں جن کا تعلق احمدی دنیا سے کٹ چکا تھا۔ مولوی صاحب مرحوم وہاں پہنچے ان میں دوبارہ احمدیت کی روح پھونکی۔ ان کے چھوٹے صاحبزادے کو قادیان تعلیم کے لئے بھجوا دیا جو قادیان میں تعلیم پا کر آ گئے۔ یہ ہونہار مخلص جوان مولوی خلیل الدین صاحب مولوی فاضل ہیں جو اس وقت ہائی سکول کے ہیڈ مولوی ہیں۔ یہ مخلص اور معزز خاندان مولوی صاحب کی وجہ سے احمدیت پر قائم رہ گیا۔ بعد میں مولوی صاحب نے اپنے ایک لڑکے کی شادی اس خاندان میں کر کے ان کو اور مضبوط کر دیا۔

عہدہ امارت

آپ صوبہ اڑیسہ کے کئی بار امیر منتخب ہوئے اور امارت کا کام جوش و خروش سے کیا اور بحسن و خوبی کام انجام دیتے رہے حالات سے باخبر رہنے کے لئے جماعتوں کا دورہ بھی کرتے تھے۔ مبلغوں کو مرکز سے منگوا کر جلسے کراتے تھے۔ قادیان بھی غالباً کئی بار گئے۔ اس طرح حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوتے اور دیارِ حبیب اور دیگر بزرگوں کی صحبت سے متمتع ہونے کا شرف حاصل کیا۔ اپنی اولاد کو حتی المقدور قادیان میں ہی تعلیم دلاتے رہے۔

سورو کی نئی جماعت

بالیسر ضلع کے سورو نامی قصبہ میں جب جماعت قائم ہوئی اور پھر مخالفت شروع ہوئی۔ مباہلہ ہوا جس کے نتیجہ میں سورو کی جماعت میں جلد جلد ترقی ہوتی گئی۔ تو آپ کو ہر موقعہ پر سورو جانے کی تڑپ پیدا ہوئی۔ بارہا اس شوق کا اظہار فرماتے رہے مگر افسوس کہ بوجہ کمزوری سفر کے قابل نہ تھے۔ اس لئے ان کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔

متفرق

ایک بار جب میں کٹک میں آپ کے دولت خانہ پر ملنے گیا تو فرمانے لگے اچھا ہوا آ گئے ٹھہر جاؤ۔ انعام الرحمٰن صاحب آئے ہوئے ہیں ان کو کل میں دعوت دوں گا۔ تم بھی شریک ہونا اس کے بعد انہیں تبلیغ کریں گے۔ چنانچہ میں ٹھہر گیا۔ پُر تکلف دعوت ہوئی پھر احمدیت کا ذکر چل پڑا۔ دوران گفتگو میں انعام الرحمٰن صاحب نے حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر بڑی عقیدت سے کیا کیونکہ موصوف پر حضرت نیر صاحب رضی کا بڑا اثر تھا۔ قادیان کے بعض فوٹو بھی دکھلائے گئے انعام الرحمٰن صاحب مولوی عبدالستار صاحب کے پھوپھی زاد یا ماموں زاد بھائی تھے اور ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کر کے (Income Tax) کے انسپکٹر ہوئے بعد میں ترقی کرتے کرتے اس کے اعلیٰ افسر مقرر ہو کر شملہ میں تھے۔ اسی زمانہ میں آپ زیارت قادیان سے بھی مشرف ہوئے تھے۔ اور اخبار بدر میں ان کی تشریف آوری کا حال بھی شائع ہوا تھا اس موقعہ پر قادیان کے بعض مناظر کا فوٹو کھینچ کر لائے تھے۔ مرحوم کو مجھے اور میرے ماموں زاد بھائی برادرم سید مرید احمد صاحب مرحوم سے خاص شغف تھا۔ برادرم مرید احمد صاحب بیمار ہوئے اور اسی بیماری سے ان کی وفات بھی ہوئی تو مولوی صاحب مرحوم خود بنفس نفیس سونگھڑہ تشریف لا کر کئی دن ٹھہرے اور ان کا علاج معالجہ کرتے رہے کیونکہ ہومیوپیتھی کا آپ کو اچھا تجربہ تھا۔ ایک بار عاجز بھدرک میں بیمار ہوا۔ تو سونگھڑہ کٹک سے بھدرک عاجز کی عیادت کے لئے آ پہنچے مرحوم کیا ہمدردی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آڑے وقت میں احمدیوں کے کام آتے مہمان نوازی بھی آپ کی ایک خاص صفت تھی۔ غرض خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور اپنے قرب میں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے اور ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین

خبریں

ٹوکیو ۸ بر جنوری۔ جاپانی خبروں میں بتایا گیا ہے کہ ماؤزے تنگ کی حامی فوجوں نے سنکیانگ میں باغی فوجی یونٹوں کو مکمل طور پر گھیرے میں لے لیا ہے۔ پیکنگ میں شائع شدہ دیواری پوسٹروں کے مطابق سنکیانگ میں جو روس کی سرحد پر واقع ہے ابھی تک گولی چل رہی ہے۔ مقامی فوجی یونٹوں نے وزیر اعظم چواین لائی کے اس حکم کو ماننے سے انکار کر دیا کہ مسلح فوجیں ماؤزے تنگ کی حمایت کریں۔ فارموسا کی سرکاری خبر رساں ایجنسی سنٹرل نیوز نے اطلاع دی ہے کہ ماؤ کے مخالف جرنیلوں کی طرف سے چین کی لڑائی میں کود پڑیں۔ سنکیانگ میں فوجی کمانڈر وانگ نے ماؤ کو اپنے دشمنوں کے خلاف ایٹمی اڈے سے استعمال کرنے کی دھمکی کے خلاف وارننگ دی ہے۔ چین کے ۱۵ ایٹمی دھماکے سنکیانگ میں ہوئے ہیں۔

ٹوکیو ۳۰ر جنوری۔ مقامی اخبار "دی مینیچی" نے پیکنگ میں سرخ محافظوں کے پوسٹروں کے حوالہ سے خبر دی ہے کہ ... زمین کی بازیابی کے راجیہ منتری ... کو موقوف کر دیا گیا ہے۔ اور وزارت کے ۲۴ ماؤ کے مخالف ادھیکاریوں کو گرفتار کر دیا گیا ہے۔ یہ گرفتاریاں ... فوج کی ایک کمپنی نے پولیس کے تعاون سے کیں۔ یاد رہے کہ صوبہ سنکیانگ میں زمین کی بازیابی میں لگی ہوئی فوج نے بغاوت کی تھی جس کے بعد یہ گرفتاریاں کی گئیں۔ ... نائب وزیر چینگ ... کو معطل کر دیا گیا ہے لیکن انہیں بھی اپنا کام کرتے رہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ نائب وزیر جانگ ینگ ہان کو موقوف کر دیا گیا ہے لیکن نائب وزیر سیاؤ کی کو معطل کر کے اپنا کام کرتے رہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ مزید اطلاع ہے کہ سنکیانگ میں جو فوجی دستے ماؤ سے بغاوت کر کے لیوشاؤچی کے دھڑے میں شامل ہو گئے ہیں انہوں نے ماؤ کے حامیوں کو شکست دے دی ہے اور انہیں وارننگ دیدی ہے کہ اگر وہ فوراً سنکیانگ سے نہ چلے گئے تو اُن کا قتل عام کیا جائے گا۔ چونکہ ماؤ کے حامیوں کو فوری فوجی کمک نہیں پہنچ سکتی۔ اس لئے اس بات کا کافی امکان ہے کہ وہ اپنی شکست تسلیم کر لیں گے۔

پیکنگ ۳۰ر جنوری۔ کل یہاں روس، یوگوسلاویہ اور منگولیا کے سفارتخانوں کے سامنے زبردست مظاہرے کئے گئے ہیں۔ روس کے مظاہروں کا کل چوتھا روز تھا۔ روس نے ان مظاہروں کے خلاف پروٹسٹ کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ اگر اس طرح کے مظاہرے بند نہ ہوئے تو وہ خود ضروری کارروائی کرے گا۔ روسی سفارت خانہ کو جو نقصان پہنچا ہے۔ اس کی تلافی کی مانگ کی گئی ہے۔ چینیوں نے روس کے خلاف کینٹن میں بھی مظاہرے کئے ہیں۔ اور اب دونوں ملکوں کے تعلقات ایک ایسے مرحلہ پر پہنچ گئے ہیں۔ جہاں ان کے ٹوٹ جانے کا امکان پیدا ہو گیا ہے روس اور چین میں کشیدگی پیدا ہونے کا ایک تازہ سبب یہ ہے کہ روس سے کچھ چینی طلباء کو تخریبی سرگرمیوں کی بنا پر نکال دیا گیا ہے۔ چین کا الزام ہے کہ روس میں چینی طلباء کے ساتھ بڑا سلوک کیا گیا۔ کل ماسکو میں چینی سفارتخانے نے ایک پریس کانفرنس میں روسی پولیس کو فاشسٹ قرار دیا۔ پیکن میں چینیوں کی اشتعال انگیزی کی انتہا یہ ہے کہ وہ اپنے نعروں میں روسی لیڈروں کو گولی سے اُڑا دینے پھانسی کے تختے پر لٹکا دینے یا جلا دینے کی مانگ کر رہے ہیں۔ چینی سرخ محافظوں نے کل یوگوسلاویہ کے سفارتخانہ کے سامنے یوگوسلاویہ کے صدر ٹیٹو کے خلاف بیہودہ نعرے لگائے اور سفارت خانہ کے دروازہ کے باہر صدر ٹیٹو کا پتلا جلایا۔ صدر ٹیٹو کے خلاف کئی پوسٹر چسپاں کئے گئے۔

نئی دہلی۔ ۳۰ر جنوری۔ ملک کے مختلف حصوں میں کانگرس کے کئی اور جلسوں میں گڑبڑ ہونے کی اطلاعات ملی ہیں۔ جے پور میں کانگرس کے انتخابی جلسہ میں جب مرکزی وزیر داخلہ شری کا چوہان خطاب کر رہے تھے گڑبڑ ہو گئی۔ اور لوگوں کے ایک حصہ نے گئو ہتیا پر پابندی کے حق میں نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ چوہان نے پندرہ منٹ تقریر کی۔ اور پھر انہوں نے تقریر بند کر دی۔ نعروں کے دوران میٹنگ کو خطاب کرتے ہوئے شری چوہان نے کہا کہ لوگوں کو اب یہ سوچنا ہوگا کہ جمہوریت اور آزادی کو کیسے بچایا جائے۔ چناؤ قریب آ رہے ہیں۔ اور لوگوں کو اس پارٹی کے حق میں ووٹ دینا ہوگا جس کی واضح اقتصادی اور خارجہ پالیسی ہوگی۔ جو دیش کی صحیح رہنمائی کر سکے گی انہوں نے کہا غربت محض نعروں سے دور نہیں کی جا سکتی۔ یہ سخت محنت اور قدرتی وسائل کے پورے استعمال کا تقاضا کرتی ہے۔ وزیر داخلہ نے کہا کہ پچھلے چند سال مشکلات سے بھرے پڑے تھے دیش کو دو حملوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک چین کی طرف سے اور دوسرا پاکستان کی طرف سے پچھلے عام چناؤ میں شری نہرو دیش کی رہنمائی کے لئے موجود تھے۔ اب وہ نہیں ہیں۔ اور لوگوں کو دنیا پر یہ ثابت کر دکھانا ہے۔ کہ شری نہرو کے بغیر بھی دیش اپنے اصولوں پر قائم رہ سکتا ہے اور جمہوریت کو بچا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ اپنی کوششیں جاری رکھیں گے۔ اور عوام کو جمہوریت کا مطلب سمجھائیں گے۔

راہوں ۳۰ر جنوری۔ کل یہاں پنجاب کے محکمہ منتری گیانی گورمکھ سنگھ مسافر نے ایک پبلک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ پنجابی صوبہ تو امن تاکید کے لئے اور کچھ ایک پنجابیوں کے جذبات کو مدنظر رکھ کر بنایا گیا تھا مگر اس صوبہ کی تقسیم کے جلد بعد اور گورنمنٹ کو امن قائم رکھنے کا یقین دلانے والے اکالی دل کے نیتا سنت فتح سنگھ نے بھی جھگڑا پیدا کرنا شروع کر دیا۔ انکے جھگڑوں کی وجہ سے بیوپاری اور صنعت کار مایوس ہو گئے۔ لیکن یہ غلط ہے کہ بیوپاریوں اور صنعت کاروں کا مستقبل پنجاب میں محفوظ نہیں ہے۔ اور نہ ہی پنجاب صرف سکھوں کا صوبہ بن سکتا ہے جہاں تک کانگرس کا تعلق ہے اس میں بہت سے نقائص ہونگے۔ اس لئے غلطیاں بھی کی ہوں گی۔ مگر یہ ایک سیکولر پرجیٹ ...

"پیغام صلح" کی خوش فہمیاں

(بقیہ صفحہ ۲)

کہ ہر حلقہ بگوش اسلام ہونے والے کے دل میں بشاشت ایمانی اس رنگ میں داخل ہو جاتی ہے کہ بڑی سے بڑی آزمائش بھی اسے جادۂ حق سے ہٹا نہ سکے زیادہ تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں بخاری شریف کے ابتدائی چند صفحات میں مذکورہ ہرقل کے واقعہ سے اس کی ساری حقیقت سمجھی جا سکتی ہے۔

اب آیئے اس انگریز کے حلقہ بگوش اسلام ہو جانے اور پھر عیسائیت کی طرف لوٹ جانے کی اصلیت کا تجزیہ کریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کو اسلام کی تبلیغ بڑے ہی ناقص طریق پر کی گئی اور اس پیارے مذہب کی صحیح تصویر مدلل اور موثر طریق پر اُس کے سامنے رکھی نہیں گئی۔ ورنہ کون نہیں جانتا کہ عیسائیت کی طرح خود اسلام میں بھی بیسیوں فرقے ہیں اور یہ فرقہ بندی کوئی آج کی پیداوار نہیں بلکہ کم سے کم اتنی ہی پرانی ہے جتنی کہ شیعیت کی بنیاد وغیرہ۔

مبلغ ربوہ نے بہت ہی اچھا کیا کہ اس کے سامنے اسلام کی ایسی صحیح تصویر پیش کی جو مجدد وقت مسیح الزمان مہدی دوران نے پیش کی اور اپنی تبلیغ میں بلا جھجک اس محسن کا نام بھی لے دیا۔ جس کے ذریعہ آج زمانہ اسلام پر زندہ اور فعال ایمان میسر آتا ہے اور دل میں ایسا یقین بھر جاتا ہے جس کے نتیجہ میں انسان کو کسی طرح کا وقتی ابتلا راہ حق سے متزلزل نہیں کر سکتا۔

پس سر فیروز خاں نون کی طرف سے مولوی صدر الدین صاحب کے متعلق ہمارے بہترین مبلغ کی سند پیغام صلح کے لئے نہ صرف یہ کہ خوش فہمی سے زیادہ کچھ حقیقت نہیں رکھتی بلکہ غیرت ایمانی کے بھی خلاف ہے کیونکہ ایک ہی حوالہ میں آقا کے مقابل پر غلام کو زیادہ عظمت دی گئی ہے اور کوئی باغیرت غلام اس بات کو باور کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا جس پر غیر مبائعین دوست بغلیں بجا رہے ہیں!! فتدبر!!

... ہے اور ملک کی حکومت سیکولر ہے یہاں فرقہ پرست پارٹی کی حکومت نہیں بن سکتی۔ آخر میں انہوں نے کہا کہ ہم صوبہ میں فرقہ وارانہ ماحول پیدا نہیں ہونے دیں گے۔